تذکارِ محبوب
تذکرۂ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ
مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی
ناشر:
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

تذکرہ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ

مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

کتاب : تذکار محبوب
ترتیب : مولانا عبدالرحیم قادری
تصحیح : اشفاق احمد حمیدی
طبع اول : فاطمی پریس بدایوں ۱۳۷۹ھ
طبع جدید : تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ء
کمپوزنگ : سید طارق علی (طیبہ کمپیوٹر سوتھا بدایوں)
تقسیم کار : مکتبہ جام نور 422، مٹیا محل جامع مسجد دہلی-۶

انتساب

صاحب تذکرہ کے بڑے صاحبزادے میرے عمِ محترم

حضرت مولانا عبدالہادی محمد میاں قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

(سابق استاذ شعبۂ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد)

کے نام

جنھوں نے عرس قادری کے دوران درگاہ قادری میں

مجھے بسم اللہ پڑھائی۔

اسید الحق محمد عاصم قادری

ابتدائیہ

شہزادۂ تاج الفحول حضرت عاشق الرسول سیدی وجدی شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہ کی ذات گرامی عجیب وغریب جامعیت کی حامل تھی۔ معقولی سلسلۂ خیرآباد کے روشن چراغ، پچاسوں علماء کے استاذ، ہزاروں کے شیخ طریقت، ریاست حیدرآباد کے مفتیٔ اعظم، خانقاہ قادریہ کے صاحب سجادہ، اپنے اکابر کی علمی وروحانی وراثتوں کے امین، قومی اور ملی قائد، تحریک آزادی کے مرد مجاہد، بیک وقت حیدرآباد، حجاز اور عراق کے شاہی خاندانوں اور فقراء اور درویشوں سے یکساں تعلقات وروابط، حرمین شریفین، مسجد اقصیٰ اور جامع قادریہ بغداد شریف میں امامت وخطابت یہ وہ خوبیاں ہیں جو مشکل ہی سے ایک ذات میں جمع ہوتی ہیں۔

ایک سینہ میں ہزاروں ولولوں کی کائنات　　　ایک انساں میں کروڑوں اہل ہمت کا ثبات

۳؍شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کے خادم خاص مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی نے ''تذکار محبوب'' کے نام سے یہ مختصر رسالہ جمع کر کے شائع کیا، جس میں آپ کی مختصر سوانح، تعزیتی خطوط، اخباری رپورٹیں، مراثی ومناقب اور قطعات تاریخ وغیرہ جمع کر دیئے۔ یہ رسالہ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ کو فاطمی پریس بدایوں سے شائع ہوا تھا، اب تاج الفحول اکیڈمی دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہی ہے۔ مؤلف رسالہ مولانا مولوی عبدالرحیم قادری مقتدری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ قادریہ کے جاں نثار، مخلص، خدمت گزار اور وفا شعار وابستگان میں سے تھے۔

مولانا عبدالرحیم صاحب کے والد مولوی عبدالعزیز صاحب متوسطات تک پڑھے ہوئے تھے اور حضرت تاج الفحول کے دامن کرم سے وابستہ تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب کی پیدائش ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ قرآن کریم ناظرہ اور اردو فارسی کی ابتداء محلّہ میں ہی کسی استاذ سے کی۔

۸؍سال کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ ان کی دواؤں کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مولانا فضل مجید صاحب فاروقی معینی علیہ الرحمۃ (خلف حضرت عبداللہ شاہ بیتاب فاروقی مجیدی علیہ الرحمۃ) دکان پر آئے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب سے ان کے بیٹے کے بارے میں پوچھا کہ کیا پڑھ رہا ہے انھوں نے بتایا کہ قرآن کریم ناظرہ پڑھ چکا ہے اور ابتدائی اردو فارسی پڑھ رہا ہے، مولانا فضل مجید صاحب نے مولانا عبدالرحیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور ان کو مدرسہ قادریہ لے آئے اور سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ عبدالمقتدر قادری قدس سرہٗ کے حوالے کر دیا۔ مدرسہ قادریہ میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ قادریہ کے دوسرے اساتذہ سے حاصل کی اور تکمیل استاذ العلماء علامہ محبّ احمد قادری بدایونی سے کی کچھ اسباق خود سرکار صاحب الاقتدار سے بھی پڑھے۔

والد کے انتقال کے بعد اپنی دکان پر بیٹھتے تھے، مولانا کی دکان مدرسہ قادریہ کے علماء، طلبہ، شہر کے اہل علم اور

اصحاب شعر وسخن کی توجہ کا مرکز تھی دکان کے علاوہ مولانا کا زیادہ وقت مدرسہ قادریہ میں گزرتا تھا۔ آپ کو یہ فخر و شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے آستانہ قادریہ کے چار سجادگان کی خدمت کی۔ حضرت تاج الفحول کی جوتیاں سیدھی کیں، سرکار صاحب الاقتدار کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضور عاشق الرسول کی خدمت تو ایسی کی کہ سفر وحضر کے لئے خادم خاص کے لقب سے مشہور ہوئے اور آخر میں لگ بھگ ۱۳/۱۴ سال تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید سالم قادری دامت برکاتہم کی خدمت میں رہے۔ جب حضور عاشق الرسول سیدنا شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہ سرکار صاحب الاقتدار سے بیعت ہوئے اسی وقت مولانا عبدالرحیم صاحب بھی سرکار کے دامن کرم سے وابستہ ہو گئے۔ یہ پیر بھائی کا رشتہ ایسا مستحکم ہوا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ سرکار صاحب الاقتدار کے وصال کے بعد مولانا نے اپنی پوری زندگی حضور عاشق الرسول کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ حضور عاشق الرسول کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی، خانۂ کعبہ کے غسل اور گنبد خضریٰ میں شب بیداری میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہے، لگ بھگ ۲۰ مرتبہ عاشق الرسول کی معیت میں بغداد شریف حاضر ہوئے وہاں کے تمام پیرزادگان اور صاحبزادگان آپ سے محبت کرتے تھے، نقیب الاشراف پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی قدس سرہ بغداد شریف میں اور بمبئی کے قیام کے دوران آپ سے قصیدہ بردہ شریف سن کر محظوظ ہوا کرتے تھے، خانوادۂ قادریہ بغداد شریف کے افراد کی نظر میں مولانا عبدالرحیم صاحب کی قربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب نقیب زادہ حضرت سید پیر طاہر علاء الدین گیلانی قدس سرہ حضور غوث اعظم کے اشارۂ باطنی پر حضور عاشق الرسول کی عیادت ومزاج پرسی کے لئے بغداد شریف سے بدایوں تشریف لائے تو شہر کے اکثر روسا اور ارباب ثروت نے آپ کو اپنے گھر مدعو کرنا چاہا حضرت صاحبزادۂ گرامی نے کسی کی دعوت قبول نہیں کی، مگر مولانا عبدالرحیم صاحب نے جب دعوت پیش کی تو بخوشی قبول فرمائی ان کے گھر تشریف لے گئے، کافی وقت گزارا اور کھانا بھی تناول فرمایا۔

حضرت عاشق الرسول کے وصال کے بعد تاجدار اہل سنت صاحب سجادہ آستانہ قادریہ کی خدمت میں رہے۔ حضرت اقدس کے ساتھ بھی حج کی سعادت حاصل کی اور کئی مرتبہ حضرت کے ساتھ بغداد شریف حاضر ہوئے۔ تحفۃ الاخیار معروف بہ ”مسائل چاہ“ کے نام سے ایک رسالہ بھی تالیف کیا جس میں کنوئیں کی طہارت وغیرہ کے مسائل عام فہم زبان میں درج کئے۔ یہ رسالہ ۱۳۳۶ھ میں امیر الاقبال پریس بدایوں سے شائع ہوا۔ ۱۴ ر محرم ۱۳۹۰ھ کو وفات ہوئی، مدرسہ قادریہ میں نماز جنازہ ہوئی اور درگاہ قادری میں حضرت حبیب اللہ شاہ قندھاری رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ حضور آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ) کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے اور لطف بدایونی کے اس شعر کی صحیح تفسیر بن گئے ......

جیتے جی تو کیا چھٹے گی ہم سے میخانہ کی خاک | خاک ہو کر بھی رہیں گے ہم غبار میکدہ

اسید الحق محمد عاصم قادری

مدرسہ قادریہ بدایوں شریف

طاؤس الملائکہ

مولانا عبدالرحیم صاحب کو میں نے ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے سے دیکھا ہے۔ سادہ، بے نفس اور مستعد انھیں ہمیشہ پایا اور حضرت اقدس قدس سرہٗ کی معیت انھیں میری یاد سے پہلے سے حاصل رہی ہے۔ عمر کے اعتبار سے مولانا عبدالرحیم صاحب سابق ہیں۔ انھوں نے حضرت اقدس کا ساتھ حاصل کرنے کے لئے بار بار پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ مدرسہ کا ساتھ بیعت کی معیت میں اور پھر سفر و حضر کی ہمرکابی میں تبدیل ہوگیا۔ مگر میں نے مولانا کو ان کی خصوصیات سے تجاوز کرتے کبھی محسوس نہ کیا، وہی سادہ بے نفس اور مستعد نظر آئے۔

خدا جانے وہ کونسی رنگین و تابناک ادائیں ان کی سادگی میں پوشیدہ ہیں جنھیں دیکھ کر حضرت سیدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی نقیب الاشراف و صاحب سجادہ حضور غوثیت پناہ کے بڑے پوتے سیدنا عبدالقادر آل الگیلانی نے مولانا عبدالرحیم صاحب کو ''طاؤس الملائکہ'' کے خطاب سے نوازا اور اس خطاب نے ایسی مقبولیت حاصل کی کہ بغداد معلیٰ کی گلیوں میں اسٹیشن پر جہاں بھی مولانا کو کسی نے دیکھا وہ بے اختیار پکار اٹھا ''جاء طاؤس الملائکہ'' لو وہ طاؤس الملائکہ آیا۔

عبدالہادی محمد القادری (ہادی القادری)

مبسملاً و حامداً و مصلیاً

برصغیر ہند و پاک کے بڑے بڑے شہروں کے مقابل بدایوں ایک قصبہ یا دیہہ ہی کیوں نہ نظر آئے مگر ارباب بصیرت پر یہ بات روشن ہے کہ اسی چھوٹے سے شہر یا قصبے کو اہل دل مدینۃ الاولیا کے نام سے یاد کرتے آئے ہیں۔ اس خاک میں عجب تاثیر ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں نے اس کو پسند فرمایا ہے اور اسی خاک سے ایسے ایسے باکمال پیدا ہوئے ہیں جن پر ہر بدایونی کو فخر ہونا چاہیے۔

یوں تو بدایوں میں قدم قدم پر کسی نہ کسی ولی کی آرام گاہ نظر آتی ہے جن میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ مگر جب سے حضور غوث زماں آل احمد شمس دین اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمس مارہرہ مقدسہ کی فیض بار کرنوں نے خاندان آل عثمان کے صاحبِ فضل وکمال حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی توجہ کا اتمام کر دیا تب سے یہ خانوادہ اپنی تابش میں بے مثال رہا ہے اور ہر طرف آستانہ عالیہ قادریہ کی تابانی نے روشنی پھیلائی ہے۔

حضور اچھے صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مولانا'' کو عینیت سے نوازا وہ ''عین الحق'' کہلائے۔ پھر بادۂ قادری کے مست الست پر ایسا فضل رسول ہوا کہ انھیں ''معین حق'' کا منصبِ بلند ملا۔ فقیر قادری ''محبّ رسول'' اور ''مظہر حق'' ہوئے۔ مطیع الرسول کو ایسی فنائیت عطا ہوئی کہ خاک نشینی درغوثِ اعظم کا عظیم مرتبہ انھیں حاصل ہوا اور عاشق الرسول کو ایسا سوز ولائے سرکار قادریت مرحمت ہوا کہ ہر آن صاحب بغداد کی حضوری میسر آئی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

باسمک اللھم یا رحمن یا رحیم و بک التوفیق

حضرت اقدس عاشق الرسول سیدنا و مولانا عبدالقدیر القادری قدس سرہٗ کی ولادت ۱۱ رشوال ۱۳۱۱ھ کو ہوئی۔ مگر حضرت کے جدّ امجد حضور سیف اللہ المسلول حضرت فضل رسول

قادری قدس سرہٗ نے ۱۲۸۳ھ میں ہی بشارت دے دی تھی کہ یہ اس وقت تشریف لانے والے عبدالمقتدر ہیں دوسرے صاحبزادے تشریف لائیں گے ان کا نام عبدالقدیر ہوگا اور اسی وقت دونوں صاحبزادوں کے لئے تعویذ بھی مرحمت ہوئے تھے۔ اس عالم میں ظہور سے پہلے ہی ان پر توجہات کی بارش ہونے لگی تھی۔ جب یہ تشریف لائے تو حضور تاج الفحول محبؔ رسول حضرت مولانا عبدالقادر فقیر قادری قدس سرہٗ بمبئی میں تشریف فرما تھے۔ دانایان راز نے پیدائش کی خوشخبری کا تار دیا ''عبدالقدیر سلام کہتے ہیں'' گویا آنے والا سب کے لئے سلامتی ساتھ لایا تھا۔

آٹھ سال کی عمر تھی کہ سرکار تاج الفحول نے ۱۳۱۹ھ میں رحلت فرمائی۔ آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے مگر اس کی گواہی دینے والے اب بھی مل جائیں گے کہ یہ صاحبزادے لوگوں کو تلقین صبر فرما رہے تھے اور کہتے تھے...... باوا! مجھے بتا گئے ہیں: کل نفس ذائقة الموت۔ ان کی یہ تلقین صبر خدام کو اور بھی تڑپا رہی تھی۔ مگر اس سے یہ بات بھی ظاہر تھی کہ جس قصر رشد و ہدایت کی تعمیر سرکار صاحب اقتدار کے ہاتھوں ہوئی تھی اس کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔

تعلیم کے ابتدائی مدارج میں جناب حافظ غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولوی سید الطاف علی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولوی عبدالحئ رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولوی قائم علی صاحب مد ظلہم سے استفادہ کیا۔ تکمیل علوم و معارف مولانا مفتی فضل احمد قادری علیہ الرحمہ، مولانا محبؔ احمد قادری علیہ الرحمہ، مولانا حافظ بخش قادری علیہ الرحمہ اور خود سرکار صاحب اقتدار حضور سیدنا الشیخ مطیع الرسول عبدالمقتدر القادری قدس سرہٗ سے کی۔ کچھ اسباق صاحب اقتدار کے محبوب تلمیذ مولانا حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ سے بھی پڑھے۔ تجوید کا فن یکتائے زمانہ مولانا حافظ سید عبدالکریم قادری علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔

فارغ التحصیل ہو جانے پر رجحان علوم حکمیہ میں تحقیق کی طرف ہوا اور حضرت اقدس پہلے ٹونک تشریف لے گئے اور مولانا حکیم برکات احمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ محبوب حضرت مولانا

عبدالحق خیرآبادی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر رامپور تشریف لے گئے اور حضرت فاضل خیر آبادی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے اور قدماء کی کاوشوں کی سیر فرمائی۔

درس وتدریس ورثہ میں پائی تھی۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی پڑھانے کا شغل جاری تھا۔ سفرِ ٹونک اور رامپور میں بھی طلبہ ساتھ رہتے تھے تاکہ اپنے ذوق تدریس کی تسکین کے ساتھ ساتھ ان کی سیرابی بھی ہوتی رہے۔ رامپور سے واپسی پر مدرسہ عالیہ قادریہ کے بوریہ کو زینت بخشی اور تمام علوم وفنون میں مہارت کا ثبوت دیا۔ تحریر وتقریر میں کمال دکھانے کے ساتھ ساتھ مرشد برحق سرکار صاحب اقتدار کی باطنی توجہ کا مرکز بن گئے اور سلوک طے ہونے لگے۔ اب بھی تقریر میں استدلالی شان جلوہ گر ہوتی تھی مگر اسی کے ساتھ تصوف کے نکات بھی واضح کیے جانے لگے تھے۔

اس توجہ خاص کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس رات کی صبح سرکار صاحب اقتدار عبدیت کی شان فنائیت دکھانے والے تھے عشاء کے بعد مکان میں تشریف لے جاتے ہوئے دروازے کے دونوں پٹ ہاتھوں میں تھامے ''مولوی صاحب'' کو دیکھے جاتے تھے۔ کسی خاص وظیفہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ مکمل ہوا یا نہیں اور جب ادھر سے عرض کیا گیا کہ آج رات تکمیل ہوجائے گی تو ارشاد ہوا ...... ''اسے مکمل ہو جانا چاہیے'' اور پھر دروازے کے اندر بلا کر اللہ جانے ان کے دل میں کیا کچھ ڈال دیا کہ جب یہ ''السلام علیکم'' کے جواب میں ''وعلیکم السلام، فی امان اللہ'' سن کر واپس ہوئے تو کنوئیں سے خود پانی کھینچا۔ تازہ وضو کرکے سیدھے مسجد میں تشریف لے گئے، تکمیل جو کرنی تھی۔

فرنگی تاجروں کے ہاتھوں جب ہندوستان کی مسلمان حکومت زوال پذیر ہوئی تو آخری جدوجہد کے منظّم کرنے والوں میں جن کا نام سرفہرست ہونا چاہیے وہ اس وقت کے اکابر علماء اہلِ سنت ہی تھے جس کے لئے علامۂ دہر حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ

الرحمہ کی جلا وطنی اور بحالت نظر بندی کالے پانی میں ہی رحلت کافی و وافی ثبوت ہے۔ حضرت اقدس کے جد امجد سیف اللہ المسلول علامہ خیر آبادی کے معاصر تھے اور فرنگی دشمنی میں ان کے شریک حال، اسی کا اثر ہے کہ اس خانوادۂ عالیہ کو ہمیشہ سرکار انگریزی سے بیزاری رہی۔

ہائے وہ سماں آج بھی آنکھوں میں ہے جب کہ جنگ بلقان میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے سرکار صاحبِ اقتدار نے فتح ونصرت کی عجب پرکیف دُعا فرمائی تھی۔ وہ ان کا اپنے رب سے رو رو کر عبدالمقتدر کی روتی آنکھوں کے لئے خوشی مانگنا اور کیف بیخودی میں عمامہ کے پیچوں کا کھل جانا کسی طرح بھولتا ہی نہیں۔ غرض کہ آستانہ عالیہ قادریہ کے متوسلین کی گھٹی میں نصرت اسلام اور کفر دشمنی پڑی ہوئی ہے۔

حضرتِ اقدس نے بھی انھیں جذبات کو اپنے سینہ میں موجزن پایا اور عملی طور پر ہر اس تحریک میں شرکت کی جو فرنگیوں کے خلاف ہو۔ خُدّام کعبہ سے لے کر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی تمام سرگرمیوں میں حضرت اقدس شریک رہے۔ حضرت اقدس کے جذبۂ آزادی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اور ان کے رفقاء خاص حضرت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ رئیس الاحرار مولانا فضل الحسن حسرت موہانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید شاہ مصباح الحسن صاحب قبلہ مدظلہم زیب سجادہ صمدیہ انگریز کے خلاف ہر طریقہ کو صحیح سمجھتے تھے اور ان کے فدائی ہر خطرے سے بے پرواہ وہ سب کچھ کر گذرتے تھے جس سے انگریز کو نقصان پہنچے۔ برادرم اشفاق اللہ خاں مرحوم شاہ جہاں پوری قتیل کاکوری انھیں میں تھے۔

بزم صوفیہ کا تعلق کسی سیاسی سرگرمی سے محسوس نہیں ہوتا لیکن حضرت قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ حیات ہوتے تو بتاتے کہ انھوں نے اور حضرت اقدس نے بزم صوفیہ کی طرف سے صوبہ سرحد کا جو دورہ فرمایا تھا، اس کے مقاصد کیا صرف وہی تھے جو بزم کے نام سے سمجھ میں آتے ہیں، یا اس پردے میں کچھ اور بھی مقصود تھا۔

نجد و حجاز کی آویزش میں سب سے پہلے حضرت اقدس نے ہی اعلان کیا کہ یہ حقیقت میں انگریزی حملہ ہے اور اس کے خلاف مسلمانانِ ہند کو اقدام کرنا چاہیے۔ اس وقت بہت سے ساتھی بچھڑ گئے حتی کہ مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ جیسا اسلامی جوش رکھنے والا بھی مخالف نظر آیا۔ مگر جب نام نہاد موتمر اسلامی میں شرکت کے بعد یہ حقیقت ان پر روشن ہوئی کہ نجدی حملہ آوروں نے جو اعلان کیئے تھے وہ صرف فریب تھے تو ان کے جذبۂ ایمانی نے غلطی کے اعتراف میں تذبذب نہ کیا اور پوری شدّت سے نجدیوں کے خلاف اور حضرت اقدس کے ہمنوا نظر آئے۔

انگریزی حکومت نے دیسی ریاستوں پر دست درازی کرنی شروع کی تو انھیں انگریزوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے لاہور میں کل ہند کانفرنس ہوئی جس کی صدارت بھی حضرت اقدس نے فرمائی۔

مفتیٔ اعظم فلسطین سیّد امین الحسینی اطال اللہ بقاہٗ نے قدس میں عربی یونیورسٹی کے لئے امداد حاصل کرنے اور فلسطین کی آزادی کی جدوجہد سے واقف کرانے کے لئے جب ہندوستان کا دورہ کیا تو حضرت اقدس ان کے مترجم اور ہندوستانی سکریٹری رہے اور ان کے ساتھ تمام متحدہ ہند کا دورہ فرمایا۔

مسجد شہید گنج کی واپسی کے لئے جب عظیم پیمانہ پر احتجاجی جدوجہد کی گئی اور محدث علی پوری حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تنظیم فرمائی تو حضرت اقدس ان کے ساتھ رہے۔

انگریز نے فلسطین کی عرب اکثریت کا توازن خراب کرنے کے لئے ساری دُنیا سے لا کر یہودیوں کو ارض مقدس میں بسانا شروع کیا اور اس کے خلاف عربوں نے جدوجہد شروع کی تو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت اقدس نے فلسطین کا سفر فرمایا اور واپس آ کر مولانا شوکت علی مرحوم کو تمام حالات سے آگاہ کیا تاکہ عربوں کی حمایت میں منظّم جدوجہد کی جائے۔

انگریز کی حکمت عملی نے متحدہ محاذ پراگندہ کردیا اور علیحدہ علیحدہ جماعتیں اپنی اپنی قوم کی بھلائی کے لئے سرگرم عمل ہوئیں تب کچھ عرصہ تک حضرت اقدس نے مسلم کانفرنس میں بھی شرکت کی۔ غرض کہ عنفوان شباب سے مسلسل حضرت اقدس ہر اس تحریک میں شریک رہے جس کا تعلق کسی نہ کسی طور پر انگریز کی مخالفت سے ہو۔ مگر جب ہندوستان کا میدان سیاست عملاً آپس کے اختلاف کو وسیع کرنے کی جولانگاہ بن گیا تو حضرت اقدس اس سے بیزار ہوگئے اور ایک عمر سیاسیات میں صرف کرنے کے بعد کنارہ کشی اختیار کرلی۔

اسی زمانہ میں فرماں روائے مملکت آصفیہ نے حضرت اقدس کا انتخاب محکمۂ امور مذہبی کے صدر الصدور کی حیثیت سے کیا مگر مستقل کھدّر پوشی (جو آخر وقت تک قائم رہی اور رہے گی) اور سابقہ سیاسی زندگی انگریز کی نگاہ میں کھٹکتی تھی اس لئے فرمان کے باوجود وہ جگہ نہ مل سکی۔ بالآخر عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے مفتیٔ اعظم کے منصب پر مقرر ہوئے اور پولس ایکشن تک فائز رہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ اپنے گوناگوں سیاسی اور اعلیٰ مشاغل کے باوجود اپنے خاندانی معمولات کی ادائیگی کے شدت سے پابند تھے۔ فرائض تو خیر فرائض ہی ہیں غالباً مستحبات میں سے بھی بلا عذر کسی کے ترک کا امکان نہ تھا اور یہ کیفیت بیماری اور کمزوری کی حالت میں زندہ کرامت نظر آتی تھی۔ بیماری کی شدت ہے، قلب متأثر ہے، معالج حرکت کی بھی ممانعت کرتے ہیں اور ضعف بھی اتنا شدید ہے کہ بغیر سہارے کے نشست و برخاست میں تکلف ہوتا ہے۔ مگر ادھر نماز کا وقت آیا ادھر نہ معلوم کہاں سے ان میں قوت آگئی، پورے اہتمام کے ساتھ وضو فرمایا اور خدّام کے اصرار کے ساتھ روکنے کے باوجود کھڑے ہوکر نماز ادا کی، جیسے کوئی تکلیف ہی نہیں۔

مدرسہ عالیہ قادریہ میں تشریف لانے، املی کے سایہ میں بانڈھ کی کھرّی چارپائی پر بیٹھنے اور ہر آنے جانے والے سے اس کی خواہش کے مطابق گفتگو کرنے کو بھی وہ اکابر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول سمجھتے تھے اور اس میں بھی کمی نہ آنے دیتے تھے۔ بہت زمانہ

سے کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے یہ معمول ایک وقت صبح کا رہ گیا تھا مگر آخر زمانہ میں دونوں وقت تشریف لانے لگے تھے۔ ہر آنے جانے والے سے وہی مسکراتے ہوئے خیریت وحالات دریافت کرنا اور خاص طور پر چھوٹے بچوں سے ہنسنا ہنسانا ایسے ہی جاری تھا جیسے کوئی خاص بات نہیں ہے۔

مقامات مقدسہ کی حاضری بھی حضرت اقدس قدس سرہٗ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ غالبًا اکابر سلسلہ کی یہاں حاضری حضور تاج الفحول قدس سرہٗ کے علاوہ حضرت اقدس کو ہی نصیب ہوئی۔ حج وزیارت سے دوبار مشرف ہوئے اور حضوری کے وہ مراتب میسر آئے جو کم ہی نصیب ہوتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کے اندر کے غسل میں شرکت فرمائی۔ حضرت اقدس کی نسبت کے فیض سے خُدّام کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔ حرم نبوی میں رات رات بھر حضوری کی اجازت عطا ہوئی اور حضرت اقدس نے یہ نعمت بھی اپنے خُدّام میں تقسیم فرمائی۔ روضۂ مطہرہ کے اندر خلوت خاص میں باریاب رہے۔

قرب کا وہ مقام خاص حاصل ہوا کہ عاشق رسول محبوب کل بن گئے جس نے اس نورانی چہرہ پر ایک نظر ڈال لی گرویدہ ہوگیا۔ یہ خادم سفر وحضر میں ہمیشہ خدمت میں رہا ہے۔ بیان نہیں کرسکتا کہ محبوبیت کے کیسے کیسے کرشمے ہر آن پیش نظر رہتے تھے۔

سرکار قادریت سے نسبت کا کیا پوچھنا۔ حضور تاج الفحول قدس سرہٗ نے ان کی کفالت میں ہی دیدیا تھا۔

کفالت میں تری وہ سب سپرد حق تعالیٰ میں
ولی تو ہے خدا والی ہے یا محبوب سبحانی

اور پھر سرکار صاحب اقتدار نے انھیں ساتھ لے جاکر بطور خاص پیش کیا تھا۔ حضوری میں باریابی اسی وقت سے مل گئی تھی جس کی طرف مثنوی غوثیہ میں اشارہ ملتا ہے

تھے وہ بغداد معلّٰی میں مقیم اور خدمت میں تھا یہ عبد اثیم
میں نے کچھ عرض کئے تھے احوال ہوگا خُدّام گرامی کو خیال

یہ نسبت ایسی محکم تھی کہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

ہے ازل سے ترے بندوں میں شمول
غرض اس امر میں ہے طول فضول

اس جذب خاص نے آخر وہ صورت اختیار کر لی کہ کوئی آن صاحبِ بغداد کے ذکر اور اس دیار کے شوق سے خالی نہ رہی۔ حاضری معمولات میں داخل ہوئی، ادھر سے بھی نوازش کی بارش ہوگئی۔ خدمات و مناصب بخشے گئے۔ سب سے پہلے سرکار قادریت میں امامت و خطابت عطا ہوئی۔ ہائے کیسا سماں تھا، حضرت صاحبِ سجادہ نقیب الاشراف پیر سید محمود حسام الدین قدس سرہٗ نے فرمایا جمعہ کے خطبہ اور امامت کا تمہارے لئے حکم ہے۔ حضرت اقدس پاس ادب سے ممبر پر چڑھتے ہوئے رُکتے ہیں۔ ایک آدھ سیڑھی چڑھتے ہیں پھر رک جاتے ہیں اور پھر جیسے انھیں اور بلندی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ آخری سیڑھی سے نیچے رک جاتے ہیں جیسے کسی کے قدموں میں جگہ پالی ہے اور فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بڑے علماء اور اہل زبان ششدر ہیں اور کیف کے عالم میں حضرت اقدس کی زبان سے فصاحت و بلاغت کا دریا امنڈا چلا آتا ہے۔

یہ منصب بلند صرف یہیں تک محدود نہیں رہتا جب حضرتِ اقدس شام و فلسطین کے لئے حضرت نقیب الاشراف سے اجازت لے کر روانہ ہوتے ہیں اور قدس پہنچتے ہیں تو مسجد اقصیٰ میں بھی یہی اصرار ہوتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور امامت ایک ہندی نژاد قادری فقیر کے سپرد کیا جائے۔ حضرت سید امین الحسینی اطال اللہ بقاہٗ ''مولوی'' کا نام مسجد اقصیٰ کے خطباء اور ائمہ میں شامل کر لیتے ہیں اور وہاں بھی حضرت اقدس یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔

درگاہ قادری بدایوں کے در و دیوار کیف سے جھوم اُٹھے تھے جب سرکار صاحب اقتدار نے تصحیح فرمائی تھی اور خود فرمایا تھا ''مقتدر خاک نشین درغوث الاعظم'' وہ خاک نشینی خُدّام آستانہ عالیہ قادریہ کا طرۂ افتخار بن گئی اور دعاؤں میں اسے وسیلہ بنایا جانے لگا۔ مگر اس کا کمال حضرت اقدس قدس سرہٗ سے ہی ظاہر ہوا، جب حضرت نقیب الاشراف سے حضرت اقدس نے درخواست کی کہ مزار مطہر پر غلاف پیش کر دیا جائے۔ تو نہ صرف اجازت ملی بلکہ مرحمت یہ ہوئی

کہ حکم ہوا کہ تم خود جالی کے اندر جا کر یہ خدمت انجام دو اور اس طرح خاک نشیں کے جانشین کو جاروب کش آرام گاہ غوث اعظم کا مرتبہ بخشا گیا اور یہ خدمت انھیں کو تفویض کر دی گئی کہ ہر سال حاضر ہو کر مزار مطہر پر غلاف پیش کریں اور جاروب کشی کی عزت حاصل کریں۔

حضرت اقدس کے حاضر بغداد معلیٰ ہونے کی کیفیت بھی عجیب ہوتی تھی، جیسے عید آ جائے۔ مسرّت کی لہر دوڑ جاتی ہر وقت پیرزادوں، علماء و فضلاء اور فقراء و درویش کا اجتماع رہتا۔ اس وقت حضرت اقدس کی شان محبوبیت کا ایسا اظہار ہوتا کہ یہ خود بھی چھپانے کی کوشش کریں تو نہ چھپا سکیں۔ دن رات عجب کیف و سرمستی میں گزرتے۔ کوئی ادبی بحث کر رہا ہے، کوئی اوراد و وظائف کی اجازت طلب کر رہا ہے اور معرفت کے رموز و نکات سمجھ رہا ہے۔ کوئی سیاسیات پر تبادلہ خیال کر رہا ہے، کوئی قانون کا درس لے رہا ہے اور حضرت اقدس سب کی طرف متوجہ ہیں۔ ضعف و کمزوری کیا، بیماری کا بھی احساس نہ ہوتا۔ رات کے دو دو تین تین بجے تک مجلس میں رونق رہتی اور پھر تنہائی کے معمولات بھی ادا ہوتے رہتے۔

بغداد معلیٰ میں سالانہ مراسم ۷ اربیع الآخر کو ادا کیے جاتے تھے اور حضرت اقدس کے معمولات میں گیارہویں شامل تھی۔ دو دو دفعہ مراسم ادا کیے جاتے، گیارہویں کو ''مولوی'' کی طرف سے اور ستھرویں کو آستانہ کی طرف سے۔ مگر ''مولوی'' کی گیارہویں میں کچھ ایسی قبولیت محسوس ہوئی کہ خود حضرت نقیب الاشراف صاحب السجّادۃ القادریہ سیّدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین الکیلانی مدظلہم و دامت برکاتہم نے بھی اپنی طرف سے گیارہویں کو ہی تمام مراسم کی ادائیگی کے احکام دیدیئے۔

کردستان اپنی قادریت کے لئے مشہور ہے۔ وہاں کے قادری بزرگ شیخ جمیل مدظلہ، ایک بڑی جماعت کے ساتھ بغداد معلیٰ حاضر ہوئے اس وقت تک آستانہ کی طرف سے مراسم ۷ ارکو ہی ادا ہوتے تھے، مگر جب انھوں نے گیارہویں کے مراسم میں شرکت کی تو فوراً واپسی کا اعلان کر دیا۔ خُدّام نے پوچھا سترہ سے پہلے ہی واپسی کیسے ہوئی تو انھوں نے

وضاحت کی مراسم تو ادا ہو گئے اب سترہ تک کیوں ٹھہروں۔

تمام خُدّام گیارہویں کے انتظام میں منہمک تھے۔ حضرت اقدس حضرات نقباء (پیر زادوں) کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ جنرل فوزی الزعیم تشریف لائے اپنا خواب بیان کیا کہ سرکار قطبیت مآب تشریف لائے۔ مجھ سے ارشاد ہوا کہ ''مولوی'' کی طرف سے گیارہویں ہے، اس میں شرکت کرو اور ہماری طرف سے انھیں سلام پہنچاؤ۔ حاضرین پر ایک کیف چھا گیا، ایک موروثی خادم کا یہ اعزاز کہ خود آقاؤ مولا سلام بھیجے۔ پھر جنرل فوزی الزعیم نے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ میں نے امانت پہنچادی، اب آپ مجھے اپنے سلسلہ میں داخل کیجئے اور حضرت اقدس نے انھیں حضور اچھے صاحب کے سلسلہ میں داخل کر لیا۔

حضرت اقدس کی نسبت عشق و محبوبیت کا احساس یوں تو خدّام کو علیٰ قدر بصیرت ہر جگہ ہوتا رہتا تھا، مگر یہ کیفیتیں جتنی شدّت سے آستانۂ عالیہ سرکار قادریت کی حاضری کے وقت مشاہدہ میں آتیں اس کی گواہی سیکڑوں بلکہ ہزاروں دے سکتے ہیں۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے سلوک کی نمایاں خصوصیات نفع رسانی اور ہر ایک کے ساتھ یگانگت کا برتاؤ تھیں۔ خدام میں وہ کون ہے جو یہ یقین نہ رکھتا ہو کہ وہ بہت ہی عزیز ہے اور خصوصی توجہات کا مرکز حافظہ اتنا قوی تھا کہ کوئی خادم خواہ برسوں بعد حاضر ہو حضرت اقدس اسے پہچان لیتے اور اس کی اس کے متعلقین کی اور تمام عزیزوں کی خیریت اس طرح دریافت فرماتے جیسے ان سے ہر وقت کی ملاقات ہے۔ فیوض و برکات کی یہ فراوانی تھی کہ جس نے جو کچھ چاہا اسے کبھی محرومی سے واسطہ نہ ہوا۔ اگر صرف اسی موضوع پر تفصیلی طور پر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بھی شاید ناکافی ہو۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے مریدین کا شمار نہیں۔ ہندو پاک کے علاوہ ممالک اسلامی میں بھی حضرت اقدس کے دست گرفتہ موجود ہیں۔ خلافت بھی حضرت اقدس مدظلہ نے عطا فرمائی ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید شیخ سالم القادری دامت برکاتہم زیب سجادہ عالیہ قادریہ کو حضور اچھے صاحب کے تمام سلاسل میں مجاز بیعت فرمایا ہے۔ تمام معمولات کی

اجازت عطا ہوئی ہے اور جانشین فرمایا ہے اور صاحبزادہ مولوی عہد الہادی محمد القادری مجدہم اللہ تعالیٰ کو بھی تمام سلاسل میں خلافت اور معمولات کی اجازت بخشی ہے۔

برادرم محترم جناب صوفی شفیق احمد قادری صاحب زید مجدہم کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ دونوں میں مجاز بیعت فرمایا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں برادر محترم مولانا عبدالفتاح جیلانی سید فخر الحسن قادری صاحب برادرم جناب مولانا احمد خیر الدین قادری صاحب، برادرم محترم جناب صوفی عین الدین صاحب قادری میرٹھی، برادرم محترم جناب صوفی سید علی احمد صاحب قادری، برادرم مولانا خواجہ غلام نظام الدین صاحب قادری، برادرم جناب مولانا مفتی عزیز احمد صاحب قادری، برادرم صوفی میاں جان صاحب قادری، برادرم الحاج حکیم محمد معظم علی خاں صاحب قادری، برادرم جناب ملا عبدالصمد مقتدری، برادرم صوفی حیات خاں صاحب اور عزیزی محمد میاں ہنمکنڈہ ورنگل مجدھم اللہ تعالیٰ کو خلافت عطا ہوئی ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالمجید محمد مظہر حق اقبال القادری مجدہم اللہ تعالیٰ کو سرکار قادریت سے براہ راست بھی انتساب ہے۔ سیّدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی مدظلہم العالی نقیب الاشراف و صاحب سجّادہ عالیہ قادریہ بغداد معلیٰ نے خرقۂ خلافت عطا فرمائی ہے۔ پیر سیّد طاہر الگیلانی مدظلہم نے بھی خلافت عطا کی ہے اور پاکستان میں نائب مقرر کیا ہے۔ سیّدنا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی مدظلہم العالی نے صاحبزادہ محمد القادری کو بھی خرقۂ سے نوازا ہے۔

آہ کہ یہ آفتاب رشد وہدایت ۳ رشوال المکرّم روز پنجشنبہ چار ساعت سہ پہر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ شوق بغداد نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا اور حضرت اقدس اپنے محبوبوں سے جا ملے۔ قدست اسراہم النورانیہ۔

وصال کی کیفیات اور ظہور تجلیات کا عالم صاحبزادگان گرامی حضرت مولانا شاہ حافظ عبدالحمید شیخ سالم القادری زیب سجادۂ عالیہ قادریہ اور عبدالہادی محمد القادری ہی بیان کر سکتے

ہیں کہ یہ سب سے زیادہ قریب تھے۔ ہم خدّام تو اس کی گواہی دے سکتے ہیں کہ ایسا نورانی اور متبسم چہرہ دیکھنے کو نہیں مل سکتا۔ خود حضرت اقدس کے چہرہ پر حیات ظاہری میں وہ کیفیت نہیں دیکھی گئی جو بعد وصال ظاہر ہوئی۔ اس پیکر خاکی کو جس سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں ۴؍شوال روز جمعہ ۵؍ساعت شام درگاہ قادری میں سرکار صاحب اقتدار مرشد برحق سے متصل آسودہ کردیا گیا۔

اللہ ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے اور زیب سجّادہ شیخ سالم القادری دامت برکاتہم کو وہی مراتب علیا ملیں جو پشتوں سے اس خاندان عالی کا حصہ ہیں۔ اللھم آمین۔ و صلی اللہ علی خیر خلقه و نور عرشه محمد و آله و صحبه و وارث حاله محی الدین و اولیاء امته و محبه و مطیعه و عاشقه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خادم آستانہ مدرسہ عالیہ قادریہ
محمد عبدالرحیم قادری "طاؤس الملائکہ"[۱]

درگاہ بیکس پناہ، مارہرہ شریف — یوم جمعہ ۴؍شوال ۱۳۷۹ھ (۶؍جون ۱۹۶۰ء)

برادرم دعائیں۔

آہ آج جمعہ کو ۱۰؍بجے تم عزیز کا تار ملا۔ پڑھ کر کلیجہ ہل گیا، بلکہ یوں کہو کہ دُنیائے سنت میں ایک کہرام مچ گیا ہوگا۔ مفتیٔ اعظم بدایوں کی ہستی قابل فخر ہستی تھی مسلمانوں کو ان پر جتنا بھی ناز ہوتا کم تھا۔ وہ زمانہ کے لئے جو کچھ بھی ہوں مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ خاندان برکات کا بھی چشم و چراغ تھے۔ ہمارا اور ان کا چولی دامن کا ساتھ تھا اور انشاء اللہ حشر میں بھی رہے گا۔ مولیٰ عزوجل مولنا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور بتوسل حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم روز حشر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل فرمائے اور تم عزیز

۱۔ بغداد معلیٰ میں پیرزادوں خصوصاً صاحبزادہ عبدالقادر گیلانی صاحب سجّادہ کے پوتے کی طرف سے یہ خطاب ہوا۔ (۱۲)

کو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس دعا گو کا اُلٹا پیر تقریباً بیس یوم سے پک گیا ہے نماز کی ٹھیک پک گئی ہے جس کی وجہ سے چلا پھرا نہیں جاتا۔

انشاء اللہ چہلم پر ضرور شرکت کروں گا فقط

دعا گو احقر

اولاد نبی چھمّا میاں قادری نوری

خواجہ صاحب سے بعد سلام علیک کہیے کہ یہ دعا گو آپ سب کے اس غم عظیم میں برابر کا شریک ہے۔

۷۸۶
۹۲

مکرم برادران مولانا سالم میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پس از سلام مسنون، حضرت مولانا صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خبر وفات اخبار سیاست میں دیکھی۔ اس خبر کا میرے اوپر کیا اثر پڑا اسے اس تعلق سے سمجھ لیجئے کہ تیسرا سال ہے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ شدّت سردی اور دوران علالت میں میری استدعا پر پھپھوند تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل مرحمت فرمائے اپنی والدہ کو بھی میری طرف سے بعد سلام تعزیت فرمائیں۔ افسوس یہ ہے کہ قبل اخبارات یہ خبر معلوم ہی نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے، آمین۔

والسلام

سید مصباح الحسن از پھپھوند

۱۱ر شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ روز جمعہ

فرنگی محل

یکم اپریل ۱۹۶۰ء

و فقکم اللہ صبرا جمیلا و سلمکم

ابھی حضرت کے وصال سراپا ملال کی دردناک خبر ملی اور اپنی بڑی بدنصیبی اور محرومی کا احساس کرکے دل رونے لگا، ہم لوگوں سے آں مرحوم کے جو خصوصیات آبائی اور تعلقات ذاتی تھے اس نے اس سانحہ کو گھریلو سانحہ بنا دیا ہے لیکن ملّت اسلامیہ ہندیہ کے لئے بھی یہ فاجعہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

میں آپ سب کے لئے دعائے صبر جمیل کر رہا ہوں اور یہ بھی دعا کر رہا ہوں کہ آبائے کرام کی خصوصیات اور عظمتیں آپ بھائیوں سے زندہ رہیں اور آپ حضرت کے صحیح جانشین ثابت ہوں۔ برادر عزیز خواجہ غلام نظام الدین کو بوحدت مضمون دعا اللھم لا تحی منا اجرہ و لا تضلنا بعدہٗ و اغفر لہ۔

والسلام

فقیر محمد صبغت اللہ شہید

۷۸۶
۹۲

بنگلہ A ۱۴۰ 　　　　۲۵ رشوال المکرّم

Kalina, P.O. Santacruz

Bombay No. 25 　　　　۱۳۷۹ھ شنبہ

عزیز محترم اعز و اکرم سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اخبار انقلاب کے امروزہ پرچہ میں پڑھا، صدمۂ عظیم سے دوچار ہوا۔ اس حقیر فقیر سے حضرت مغفور کے ذاتی تعلقات اور خاندانی روابط ایسے گونا گوں تھے کہ فقیر کو ان کی وفات نے غم واندوہ کے گہرے جذبات میں ڈبو دیا، افسوس خانوادۂ قادریہ برکاتیہ مجیدیہ کا

مہر درخشاں غروب ہو گیا "موت العالم موت العالم" کے مصداق ان کی موت نے عالم سنیت میں جو خلاء بنایا، توقع نہیں کہ وہ ہماری زندگی میں پُر ہو سکے۔ انا للہ تعالیٰ و انا الیہ راجعون میں نے ابھی فاتحہ مسنونہ کے بعد حضرت مولٰنا عاشق الرسول قادری برکاتی مجیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مولیٰ عز وجل کی بارگاہ میں دعاء مغفرت ورحمت عرض کی ہے، مولیٰ عز وجل ان کو ان کے آباء کرام ومشائخ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے جوار رحمت میں اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل واجر جزیل کی توفیق دے آمین۔

فقیر کی جانب سے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب قادری اور عزیزی اقبال میاں نیز حضرت کے سارے اہل بیت اور تمام ولد وعشیرت کی خدمت میں تعزیت مسنونہ معروض ہے، فقیر آپ کا علی التساوی شریک غم ہے۔

حضرت والا کے کسی قریبی فاتحے میں فقیر کی جانب سے ایک کلام پاک کی تلاوت اور سات دلائل الخیرات شریف کا ثواب شامل کیجئے والسلام مع التبجیل والاکرام

قدیمی دعا گو فقیر برکاتی ابوالحسنین آل مصطفیٰ قادری مارہروی

خادم آستانۂ عالیہ مارہرہ شریف خطیب مسجد کھڑک ۴۴، بمبئی-۹۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومسلماً و حامداً و مصلیاً

از درگاہ شریف

قادری چمن، حیدر آباد دکن ۱۴ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ

عزیزم ہادی میاں صاحب قادری اعظم اللہ تعالیٰ اجرکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

موت العالم ثلمة فی الدین۔ آہ ثم آہ حضرت اخی محترم عاشقِ سردار رسل وسرتاج اولیاء کے انتقال پُر ملال کی خبر نے ہم سب کو سخت محزون ومتاثر کیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو مقام اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور حضرت مرحوم کے آپ صاحبزادوں اور متعلقین کو صبرِ جمیل کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

شریک غم

سید محمد باشا حسنی

مولانا عبدالقدیر بدایونی کا سانحۂ ارتحال

مولانا بادشاہ حسینی صاحب کا اظہار تعزیت (اخبار رہنمائے دکن مورخہ ۳؍اپریل ۱۹۶۰ء)

حیدر آباد ۲؍اپریل مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب قادری نے مولانا مفتی محمد عبد القدیر صاحب قادری بدایونی کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر اپنے گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا عبدالقدیر ہندوستان کے مشاہیر علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کا تعلق ایک بڑے علمی خاندان بدایوں سے تھا۔ آپ حضرت مولانا فضل رسول صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے نبیرہ اور حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالمقتدر صاحب عاشق رسول کے برادر خورد تھے۔ آپ نہ صرف ایک عالم دین تھے بلکہ ایک عارف باللہ و عاشق رسول تھے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے ایک والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ (دکن نیوز)

قادری چمن میں جلسہ ایصال ثواب

حیدر آباد ۲؍اپریل۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقدیر صاحب بدایونیؒ کے ایصال ثواب کے لئے ۳؍اپریل کی صبح (۹ تا ۱۰) ساعت درگاہ شریف قادری چمن میں ختم کلام پاک مقرر ہے (دکن نیوز)

۷۸۶

بڑا گاؤں، بارہ بنکی

محترم مکرم زید کرمھم
۲؍اپریل ۱۹۶۰ء

تسلیم۔ میں آج کل بانسہ شریف کے عرس کی وجہ سے مکان آیا ہوں، ابھی خبر انتقال حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اخبار سے معلوم ہو کر از حد صدمہ ہوا۔ مرحوم کی جو شفقت اور محبت تھی وہ ہمیشہ یاد رہے گی اور ان کے تعلقات فرنگی محل سے عزیزوں سے زائد تھے۔ علالت کا سلسلہ مُدّت سے تھا ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر دے میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیے۔ محترمی جناب مولانا خواجہ نظام الدین صاحب بوحدت مضمون تسلیم عرض ہے۔

محمد الطاف الرحمٰن

۷۸۶
۹۲

آج بتاریخ ۶؍اپریل ۱۹۶۰ء اخبارات سے عاشق رسول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال قصبہ پھپھوند میں معلوم ہوتے ہی آستانہ عالیہ صمدیہ پر جلسۂ تعزیت منعقد ہوا۔ مرحوم چونکہ صاحب آستانہ کے استاذ زادے تھے اس لئے حاضرین پر حزن وملال کے خاص آثار نمایاں تھے بعد قرآن خوانی وایصال ثواب ودعائے مغفرت مندرجہ ذیل تجویز بصدارت اعلیٰ حضرت مولانا حاجی سیّد مصباح الحسن صاحب زیب سجّادۂ آستانۂ عالیہ صمدیہ حاضرین جلسہ نے بخلوص قلب پاس کی۔

تجویز:۔ مسلمانان قصبہ پھپھوند کا یہ جلسۂ عام عاشق رسول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اپنے دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مولانا کی وفات سے علمائے اہل سنت میں ایک بڑی جگہ خالی ہوگئی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان ومریدین ومعتقدین کو صبر

جمیل عطا فرمائے، آمین۔

والسلام

سید محمد اکبر

از کچھوچھہ آستانۂ عالیہ صمدیہ جامع مسجد

۷/اپریل ۱۹۶۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی

نمبر ۲۱۴، پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۴/شوال المکرم ۱۳۷۹ھ

اعز واکرم محمد میاں صاحب قادری واقبال میاں وسالم میاں سلمھم

بارک اللہ علیکم

آہ دوپہر کو قبل جمعہ یہ المناک اطلاع ملی کہ خاندان مجیدی کا آخری بزرگ، محترم فرد، روحانی و علمی تمام خصوصیات کا حامل اور اکابر خاندان کی یادگار تھا جس کے اخلاق عمیمہ تا دیر لوگوں کو یاد رہیں گے آپ اور ہم سے جدا ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اہل سنت اور قادری برادری کے لئے یہ حادثہ جانکاہ ایسا المناک ہے جس کا تذکرہ برسوں رہے گا۔ تم سب پر غم والم کے جو تأثرات ہوں گے ان کا احساس یہاں بیٹھے ہوئے ہو رہا ہے۔

آہ گردشِ ایام اور تغیرات احوال نے ایک دوسرے سے اس قدر بعید کر دیا کہ موت و غم کے مواقع پر شرکت نہیں ہو سکتی۔ جس قادری مرکز سے جدائی گوارہ نہ تھی اور جس سرزمین شریفہ کو موت کے لئے تجویز کیا کرتے تھے وہ جگہ خوش نصیب حضرات کے حصہ میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت چچی صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں ہم سب کی طرف سے تعزیت کر دینا۔ اقبال میاں کل ایسے گھبرائے ہوئے گئے کہ میرے یہاں بھی اطلاع نہ کرائی۔

میرے یہاں تو آج حاجی صدیق قادری نے فون کر دیا تو اسی وقت قبل جمعہ اقبال میاں کے یہاں بیوی کو لے کر پہنچا اب کل فاتحہ میں شریک ہونگا۔

خدائے قادر وقیوم آپ سب کو صبر جمیل عطافرمائے اور حضرات اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلائے۔

الموت باب و کل الناس ید خلہٗ

یالیت شعری بعد الباب ما الدار

عابد میاں- زاہد سلمہ بیگم سجاد میاں اور دوسرے اہالیان خاندان سب کے سب متأسف ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو صبر جمیل عطافرمائے۔

جس قدر برادران سلسلہ طریقت ہیں ان سب کو میری طرف سے تعزیت۔

بھائی خواجہ نظام صاحب کو بھی تعزیت کر دیں۔

یہاں کے تمام اخبارات وریڈیو میں اطلاعات شائع کرادیں۔

کل میرے یہاں جلسۂ تعزیت ہے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

موت العالم موت العالم

آہ مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی قدس سرہٗ النورانی

کل من علیھا فان ० ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

حضرت مولانائے محترم کے سانحۂ ارتحال کی خبر ''سیاست کانپور'' اور ''الجمعیۃ دہلی'' مورخہ ۶ ؍اپریل ۱۹۶۰ء کے ذریعہ ہم ساکنان شاہجہاں پور کو معلوم ہوئی۔ اس حادثۂ جانکاہ سے دل نڈھال ہو گئے۔ ۸؍اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعہ جامع عزیزیہ میں تعزیت کارزولیشن بہ تحریک قاری محمد بشیر الدین پنڈت ایم۔اے۔ متفقہ طور سے پاس کیا گیا اور ۱۰؍اپریل ۱۹۶۰ء بغرض ایصال ثواب قرآن خوانی کے لئے مقرر کی گئی۔ چنانچہ بعد نماز فجر مخلصین ومعتقدین

نے مجتمع ہو کر مدرسہ بحر العلوم میں فاتحہ خوانی کی رسم ادا کی اور حضرت مولانائے محترم کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا۔ مولانا نور احمد صاحب پیش امام جامع مسجد (جامعہ عزیزیہ) اور مولانا مجتبیٰ حسن خاں صاحب مدرس مدرسہ بحر العلوم نے حضرت مولانائے مرحوم کے اخلاق حسنہ اور صداقت وحق گوئی کے بعض کارناموں پر روشنی ڈالی، اس کے بعد حضرت مولانا الحاج حبیب الزماں خاں صاحب خلف رشید حضرت مولانا مسیح الزماں خاں صاحب استاد نظام دکن میر محبوب علی خاں نے حضرت مولانا محمد عبدالقدیر کے اُن کارناموں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا جو انھوں نے بحیثیت مفتیٔ اعظم مملکت حیدر آباد دکن سرانجام دیئے۔ شرکائے مجلس نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ جنت آشیانی حضرت مولانائے بدایونیؒ کے سجادہ نشین حضرت سالم میاں اور ان کے برادران گرامی حضرت مولانا عبدالہادی میاں و اقبال میاں کی خدمت میں تعزیتی تجویز پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اُن سے درخواست کی جائے کہ وہ عدالت العالیہ حیدر آباد دکن سے اُن فتاویٰ کی نقول لے کر جو مولانائے مرحوم نے وقتاً فوقتاً صادر فرمائے، شائع کرادیں، یقیناً بہت بڑی دینی خدمت ہوگی۔

تعزیت کے رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے قاری صاحب نے حامیٔ ملّت حضرت مولانا الحاج شاہ عاشق الرسول محمد عبدالقدیر بدایونی کی چند مجاہدانہ قومی و وطنی سرگرمیوں کو تفصیل کے ساتھ بتایا انھوں نے ثابت کیا کہ حضرت مولانائے مرحوم ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے لارڈ ریڈنگ جیسے جابر وائسرائے کے دور حکومت میں جب کہ دوسرے رہنمایان ملّت خاموشی کو مرجح سمجھتے تھے حضرت مولانائے مرحوم مغفور نے آگے بڑھ کر بریڈلا ہال لاہور میں نظام کانفرنس منعقد کر کے اپنا تاریخی خطبۂ صدارت پڑھا اور حق گوئی کی بے مثال نظیر پیش کی یہی نہیں بلکہ انقلابی جماعت کی سرپرستی فرمائی جس کے لیڈر اس وقت رام پرشاد بسملؔ اور اشفاق اللہ خاں شاہجہاں پوری وغیرہم تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شہیدان کاکوری میں جوش عمل کی روح پیدا کرنا حضرت مولانائے مرحوم کا کام تھا تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ افسوس ہے کہ آج جبکہ آزادی سے ہمکنار ہیں

بعض کم فہم ٹوڈی قسم کے حضرات ان شہیدان وطن کو غلط القاب سے یاد کرتے ہیں۔

آخر میں قاری صاحب نے دعاء مانگتے ہوئے خدائے قدوس سے صبر وسکون کی توفیق طلب کی کہ وہ ساکنان شاہجہاں پور کو صبر وسکون عطا فرمائے اور مولانائے مرحوم کے متعلقین و پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے نیز حضرت مولانا الحاج محمد عبدالقدیر کو جنت عالیہ میں جگہ دے۔ آمین۔

مرسلہ:-

محمد استخارالدین یعقوب ادیب کامل وشارد

محلّہ بہادر گنج شاہجہاں پور

27, Nehru Nagar
Secunderabad
20-4-1960

ڈیر ہادی صاحب۔ آپ کا خط ملا پڑھ کر بڑا ہی افسوس ہوا کہ آپ کے والد کا انتقال اچانک ہوگیا۔ آپ کے سر پر سے ان کا سایہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ ان کا وجود آپ کے لئے باعث تسکین اور اطمینان تھا اور ان کی محبت آپ کے لئے ایک نعمت تھی۔ ان کا ایمان ان کے آخری وقت کام آیا ایک عبرت کا مقام ہے۔ خدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ آپ سب سے جدا ہوں۔ ایسے اچھے اور نیک بزرگ آج کل کی دنیا سے غائب ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ میری دعا یہی ہے کہ خدا آپ کے والد مرحوم کو اپنی پناہ میں لے اور آپ سب کو صبر دے، فقط

ڈاکٹر ایشور ناتھ ٹوپا

(ریٹائرڈ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی)

لالہ بازار، الموڑہ ۳/اپریل ۱۹۶۰ء

مخدومی و مطاعی برادر محترم زادمراتبہ و فیضانہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ تار بروز جمعہ دس بجے ملا۔ میرے لئے قیامت پیش کر گیا، دماغ ماؤف ہوگیا۔ جب میرا یہ حال ہوا ہے تو آپ حضرات پر کیا گذری ہوگی کیونکہ حضرت اقدس قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی رخصت کا منظر پیش نظر تھا جمعہ پڑھانے سے مجبور ہوا اور عزیز جاں اصغر علی سلّمہٗ کو امامت پر مامور کیا بعد جمعہ بغرض ایصال فاتحہ خوانی کرائی رب تبارک تعالیٰ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت کے فیوض وبرکات روحانی مستفیض سے فرمائے آمین۔ آخر عشرہ رمضان عجیب بے کیفی اور علالت میں گزرا جس کے اثرات ہنوز باقی ہیں انشاء اللہ بموقعہ چہلم ضرور بالضرور حاضر ہوکر قدم بوسی کا شرف حاصل کروں گا۔

اس مسئلہ میں کسی قسم کا مشورہ آپ حضرات کو پیش کرنا اور صبر کی صلاح دینا چراغ کو روشنی دکھانا ہے رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

غلام آستانہ عالیہ فقیر شفیق قادری عفی عنہ

۷۸۶
۹۲

۱۱/شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ

روز جمعہ

بقیۃ السلف والصالحین محب دلی عزیز قلبی زیدت معالیکم و کثر اللہ امثالکم

السلام علیکم۔ حضرت محترم کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع اخبار میں دیکھ کر بیحد رنج و ملال ہوا۔ اللہ پاک آں محترم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کو و دیگر پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت معز کے مکارم اخلاق و اشفاق کا جب خیال آتا ہے تو بس دل ہی بیٹھ جاتا ہے۔ خاص کر مجھ ناچیز سے حضرت محترم کا جو تعلق خاطر تھا وہ تو بس

دل من داند و من دانم و داند دل من

کا مصداق ہے۔

ایسے ذی مکارم افراد کی موت تنہا ان کی موت نہیں بلکہ عالم کی موت ہے جیسا کہ ارشاد قدس مآب ﷺ ہے۔ خاص کر ایسے قحط الرجال زمانہ میں مگر اللہ پاک کا شکر ہے کہ انھوں نے ایک نہیں بلکہ آپ جیسے اپنے تین ایسے بدل چھوڑے ہیں کہ جن سے ان کی یاد دلوں سے نہیں مٹ سکتی۔

عبد فقیر کی جانب سے بعد سلام اقبال میاں وسالم میاں سلمہم کی خدمات میں تعزیت ادا فرمائے تو موجب شکر ہوگا زیادہ و السلام و ھو خیر الختام السلام۔

ناچیز
سید فرید پاشا قادری جیلانی
از حیدر آباد حکومت اندھرا پردیش
درگاہ شریف واقع (کسن باغ)

از درگاہ محبوب الٰہیؒ طاق بزرگ — 17/4/1960
نئی دہلی-۱۳

عزیز القدر صاحبزادہ مولوی عبدالحمید سالم میاں سجادہ نشین سلّمہٗ السّلام علیکم۔ بعد دعائے خیر واضح ہو کہ مجھے ابھی حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کے خط سے حضرت قبلہ مفتی صاحب کے انتقال کا علم ہوا۔ بے حد افسوس ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو معرفت کے معراجی مدارج عطا فرمائے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے حامل تھے اور درگاہ شریف جب بھی آیا کرتے میری معرفت زیارت کیا کرتے تھے۔ اُمّید ہے کہ آپ بھی اس روایت کو قائم رکھیں گے۔ میری طبیعت ناساز ہے ورنہ میں خود فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتا۔ اپنی خیریت اور کار لائقہ سے یاد فرماتے رہیں۔ اعزّاء سے اظہار تعزیت فرمائیں۔ آستانہ پر مغفرت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

سید ضامن نظامی

عزیزم مکرم سالم میاں سلّمہٗ

حضرت قبلہ مفتی صاحب کے وصال کا علم ہو کر حد درجہ صدمہ ہے۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور کار لائقہ و خدمات متعلقہ کا تمنائی ہوں۔ طیب صاحب ہاشمی کی خدمت میں سلام اور اظہار تعزیت

خادم خواجہ ناظر سجادہ نشین بارگاہ معلیٰ حضرت خواجہ خانون صاحب شاہ ولایت، گوالیار۔

از نبی خانہ پتھر گھٹی ۴؍شوال روز جمعہ

صاحبزادہ صاحب سالم میاں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آپ کا تار آج ۹ بجے صبح موصول ہوا، دل پر جو صدمہ گذرا وہ قابل بیان نہیں۔

بہر حال قدس سرہٗ کو غریق رحمت کرے اور پیرانی ماں صاحبہ قبلہ اور آپ سب کو صبر جمیل عطا ہو۔ اقبال میاں کراچی کا پتہ بوقت فرصت تحریر فرما دیں تو آپ کو بھی پرچہ گذراں سکون حاضر الوقت احتشام میاں عزیز القادری اور سب بچے سدن میاں حیرت صاحب اور بدایوں کے اکثر حضرات ختم شریف پر شریک اور آپ سب کو سلام اور قدس سرہٗ کو دعاء مغفرت رساں ہیں۔

احمد خیر الدین قادری

محبّ عالم فادخلی جنتی (۱۳۷۹ھ)

Quadri Steel Works
Karachi-30
1st April 1960

قبلہ سالم میاں، محمد میاں اور اقبال میاں صاحب السلام علیکم

آج صبح ۱۱ بجے سالم میاں کے بھیجے ہوئے تار سے قبلہ حضرت صاحب کی اچانک

وفات کی خبر ملی۔ اس وقت اس خبر سے میرے اور میرے متعلقین کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ آپ لوگوں کو جو صدمہ پہنچا ہے اس میں ہم سب بھی برابر کے شریک ہیں۔ خداوند تعالیٰ سے یہ ہی دعا ہے کہ وہ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور کل متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم لوگوں کی تو ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ خدا حضرت صاحب کا سایہ ہمیشہ ہمیشہ ہم لوگوں پر قائم رکھتا لیکن حکم ربی۔ آپ جملہ متعلقین کو بھی صبر کرنا چاہیے۔ خدا کی ایسی ہی مرضی تھی۔ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آج حسب ذیل مضمون کا تار بھی آپ کو بھیجا گیا ہے۔ اُمید ہے مل گیا ہوگا۔ تار کی نقل بھی اس خط کے ہمراہ ہے۔

رنجیدہ تار ملا۔ قادری سلسلہ عالیہ کی آخری نشانی کا رحلت فرمانا میرے لئے ہی نہیں اہلِ عقیدت دُنیا کے لئے صدمۂ عظیم ہے امر ربی۔ صبر کرو۔

محمد صدیق

حضرت صاحب کی اس وفات کے سلسلہ میں حسب ذیل پروگرام درج ہے:-

۲/اپریل ۱۹۶۰ء عصر و مغرب کے درمیان ختم قرآن شریف اور زیارت کی محفل بمقام پیر الٰہی بخش کالونی بر مکان حضرت اقبال میاں صاحب۔

۳/اپریل ۱۹۶۰ء۔ صبح ساڑھے نو تا ساڑھے دس، بمقام مسجد اقصیٰ صدر قرآن خوانی و زیارت مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی بھی ایک تقریر حضرت صاحب کی وفات پر کرینگے۔

منجانب ناچیز و حاجی ولی محمد یوسف صاحب۔

۳/اپریل ۱۹۶۰ء بوقت ۱۱ بجے دوپہر غریب خانہ قادری (صدر پر)

قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی، یتیم بچوں کا اجتماع اور تناول۔

ناچیز محمد صدیق عبدالستار قادری (1-4-1960)

۷۸۶

هو القدیر

11-4-1960

مکرم ومحترمی حضرت جناب سالم میاں صاحب مدظلہٗ العالی سجادہ نشین وخلیفہ حضرت مولانا محمد عبدالقدیر قادری رحمتہ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے پیر ومرشد اور آپ کے والد بزرگوار کے وصال کی اطلاع باعثِ رنج وملال ہوئی۔ بہت بڑا صدمہ ہے جہاں تک علوم ظاہری کا تعلق ہیں وہاں تک اب ان کی جگہ خالی محسوس کرتے ہیں لیکن طریقت ومعرفت کے دائرے میں حضرت صاحب کا وجود ہم لوگوں کے لئے اب بھی باقی ہے اور یہی امر صبر دلاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیوض آپ پر بدرجۂ اتم اور ہم سبھوں پر درجہ بدرجہ جاری اور ساری رکھے ایسی دلی دعا ہے گھر کے تمام لوگوں کو صبر کی تلقین کیجئے اور ہم سب کے لئے صبر کی دعا فرمائیے۔

اخلاص قدم بوسی اور سلام مسنون عرض کرتا ہے۔

نیازمندان

حاجی یوسف دادا، حاجی طاہر محمد جمال قادری ٹن فیکٹری والے عبدالکریم یوسف والی، الحاج محمد عبداللہ، محمد یحییٰ حاجی یوسف، عبدالمجید حاجی یوسف، محمد حاجی یوسف ودیگر محبین ومریدین عبدالکریم ولد محمد یوسف کی طرف سے خدمت اقدس میں سلام علیک۔ عبدالمجید کی طرف سے خدمت اقدس میں سلام علیک۔

اعلانات و مراسلات

پیام تعزیت

(از نبیرۂ غوث اعظم سید شاہ غلام مصطفےٰ حضرت القادری البغدادی) امیر امارت شرعیہ

آہ! کس زبان سے کہوں کیسے لکھوں! کہ مشرق ومغرب ہند کا آفتاب رشد وہدایت جو اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ اُفق بدایوں سے طلوع ہوا، اُبھرا، بلند ہوا اور اپنی شوخ فگنیوں

سے ہند کو متحد کرتا رہا۔ آج اچانک اپنی جلوہ ریزیوں کے ساتھ بدایوں کے مزار انور میں غروب ہو گیا یعنی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مفتیٔ اعظم حضرت مولانا شاہ محمد عبدالقدیر قادری بدایونی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ بدایوں شریف قدس سرہٗ القادر بھی وصال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شب ہی کی بات تھی کہ بغداد معلیٰ میں ملاقات ہوئی اور صبح ہی کو عزیزی ڈاکٹر محمد علیم الدین صاحب قادری کا فون آیا۔ روتے ہوئے خبر وصال حق سنایا بعد ہی جناب حاجی تنویر احمد قادری کا بھی فون آیا۔ آنکھیں اشک بار ہیں دل بے قرار، یہاں تک کہ دربار قادریہ کے بچے بچے غمگین، فقیر قادری میں ابھی اتنی سکت نہیں کہ آپکے فضل وکمال پر کوئی بسیط مضمون لکھے ہاں یہ چند سطریں بہر تسلی خاطر صاحبزادگان ووابستگان حضرت سپرد قلم کیا کہ فقیر کو آپ سا عاشق زار حضور محبوب پروردگار علی نبینا علیہ السلام نظر نہیں آیا، آپکی وارفتگی کا عالم اہل نظر پر مخفی نہیں۔ آپ آسمان علم وفضل کے خورشید رخشاں تھے۔ آپ نے جیسے چمنستان روحانیت کو تازگی بخشی ویسے ہی علم کے سبزہ زاروں میں شگفتگی عنایت کی۔ صرف یہ نہیں بلکہ آپ نے خلافت کے زمانہ میں سیاسی دُنیا کو بھی صبر واستقلال، اصابت رائے اور جہد مسلسل کا درس دیا قوم میں آزادیٔ وطن کے لئے نیا جوش نئی اُمنگ عطا کی، صدر جمعیۃ علماء کانپور رہے مفتیٔ اعظم عدالت عالیہ حیدرآباد کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ آپ متبحر عالم، ولی کامل فقیر اعظم، محدث دوراں، رہنمائے قوم، ممتاز فکر، روحانی دُنیا کے امام ہونے کے ساتھ صاحب قلم بھی تھے۔ جہاں بھی جاتے سنیت کا علم قادریت کا پرچم بلند کرتے، ہر وقت زبان پر نعرۂ غوث جاری تھا۔ آپ سراپا اخلاق نبوی کے مظہر تھے۔ حضرات پنجتن پاک اور حضور غوث علی نبینا علیہم السلام کے ازلی شیدائی تھے اولاد غوث پاک سے ایک خاص محبت تھی فقیر قادری ملتجی ہے بارگاہ خداوندی میں کہ اے خدا اپنے حبیب پاک ومحبوب پاک کے صدقہ حضرت کی قبر شریف پر انوار وبرکات ورحمت کی بارش ہو اور صاحبزادگان ووابستگان وجناب خواجہ صاحب کو صبر جمیل عطا کر آمین ثم آمین۔

دعاگو السید حضرت القادری البغدادی خانقاہ شریف کلکتہ۔

پیغام تعزیت

آہ صد آہ! کس دل اور کس قلم سے یہ سانحۂ عظیم کہ تاج العلماء والمشائخ ہند شفیقی کریم ہادی و مرشد اعظم کا دامن رحمت ہم قادریوں کے سر سے اُٹھ گیا اور گل گلزار قادریت میں پژمردگی چھا گئی۔ نہ قلب ٹھکانے میں ہے اور نہ دماغ قابو میں ہے یعنی عاشق غوث پاک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا شاہ سیّدی و مرشدی محمد عبدالقدیر قادری بدایونی بروز جمعہ بوقت ۴ ربجے بتاریخ ۳ رشوال المکرّم اپنے قیام گاہ بدایوں شریف میں واصل بحق ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم قادری غلاموں کو داغِ مفارقت دے گئے۔ ہوش وحواس بجا نہیں ہیں۔ جو حضرت والا کی شان میں کچھ سپرد قلم کروں۔ اللہ نے توفیق دی اور ہوش وحواس بجا ہوئے تو انشاء اللہ حضور والا کے فضل وکمال اور تبحر علمی اور ان کی ولایت وکرامت کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

بارگاہ خداوندی سے ملتجی ہوں کہ ربُّ العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم و محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے صدقے میں قبر شریف کو اپنی نورانیت سے پُر کردے اور اس پر تا قیامت انوار و برکات ورحمت کی بارش برساتا رہے اور ہم غلاموں کو انشاء اللہ ضرور حضور کے دامن رحمت میں روزِ حشر میں پناہ دے آمین اور شاہزادہ اور کل ورثاء و وابستگان و مریدان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور رب العزت ان کے صاحب سجادہ کو سچا اور صحیح وارث و جانشین بنائے، آمین ثم آمین۔

قادری غلام، ڈاکٹر محمد علیم الدین قادری قدیری، ۲۳ رزکریا اسٹریٹ، کلکتہ۔ ۴ رشوال ۱۳۷۹ھ

اُردو ٹائمز بمبئی 7-4-1960

آل انڈیا سُنّی جمیعۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب قادری بدایونی کے انتقال پر تجویز تعزیت

۳ راپریل ۱۹۶۰ء اتوار کا دن گذر کر بعد نماز عشاء مسجد بکر قصابان کھڑک بمبئی میں آل

نڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت حضرت سیّد العلماء مولانا مفتی
لحاج حکیم سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی دامت برکاتہم منعقد ہوا،
تلاوت کلام پاک کے بعد صدر محترم نے حضرت مولانا علامہ مفتی عبدالقدیر صاحب قادری
بدایونی سابق مفتی اعظم حیدرآباد دکن کے انتقال پر ملال پر اپنے گہرے تاثرات کا اظہار
کرتے ہوئے حضرت علامہ کی علمی وروحانی زندگی پر اپنے فاضلانہ انداز میں تبصرہ فرمایا کہ
حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمتہ اللہ علیہ نے جو جگہ دُنیائے سنّیت میں خالی کی
ہے اُس کا پُر ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے اس کے بعد ذیل کی تجویز مولانائے مرحوم کی
روح کو ایصال ثواب کے ساتھ منظور کی گئی۔

تجویز:- آل انڈیا سنّی جمیعۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حضرت مولانا مفتی
علامہ عبدالقدیر صاحب قادری بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کو دُنیائے سُنّیت کا نقصان
عظیم تصور کرتا ہے اور اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے حضرت کے متعلقین سے
عموماً صاحب سجادہ سے خصوصاً دلی ہمدردی کرتا ہے۔ نیز بارگاہ ایزدی میں بتوسل مدنی
محبوب صلی المولیٰ تعالیٰ دعا گو ہے کہ خدائے بے نیاز حضرت مولانا کی روح کو جنت
الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین ثم آمین۔ نیز
صدر کو یہ اختیار دیتا ہے کہ ایک ٹیلی گرام تعزیت صاحب سجادہ کی خدمت میں روانہ کریں۔
عاصم اشرفی (ناظم نشر واشاعت آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء)

جلسہ تعزیت

۲/اپریل ۱۹۶۰ء کو محمد علی پارک میں امام مسجد ناخدا جناب عمر کمال مدنی صاحب کے زیر
صدارت حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب قادری قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے غم
میں ہزاروں مسلمانان کلکتہ نے اس تعزیتی جلسہ میں شرکت کی جو کہ محمد علی پارک میں منعقد

ہوا اور بلا امتیاز مذہب وملّت کے حضرات نے شامل ہوکر مولانا کو خراج عقیدت پیش کیا۔

جن حضرات نے سوانح پر تقریریں کیں ان کے نام یہ ہیں:۔

مولانا آل حسن صاحب، مولانا عبید الرحمٰن صاحب، قاضی احسان الحق صاحب، حاجی حافظ تنویر احمد صاحب، مولانا قمر الدین و دیگر حضرات نے نذر عقیدت پیش کیا۔ تقریروں کے بعد قاضی احسان الحق صاحب نے حسب ذیل تجویز پیش کی۔ ہزاروں کے اجتماع نے مل کر حضرت کو عقیدت پیش کیا اور رنج وغم کا اظہار کیا اور اعزا واقربا کے ساتھ اظہار ہمدردی کی اور صبر جمیل کی دعا کی۔

آخر میں جلسہ کے بعد ڈاکٹر محمد علیم الدین صاحب قادری قدیری نے نہایت بصیرت افروز تقریر اور پیر ومرشد کی سوانح جامع اور مفصل حالات زندگی بتائے مختصر سے وقت میں بڑی مکمل اور جامع کہی جاسکتی ہے۔

محمد مبارک حسین قادری

تاریخ وفات۔ حسرت آیات سیّدی ومرشدی الحاج حضرت شاہ مولانا محمد عبد القدیر صاحب قادری بدایونی

از مولانا محمد یعقوب صاحب صفؔی

ہیں قلب وجگر چاک اور یہ چشم ہیں پُرنم ــــ اے چرخ کس آفات سے دوچار ہوئے ہم

چھائی ہے گھٹا غم کی افقہائے جہاں پر ــــ اور نظم جہاں کا ہے عجب درہم و برہم

وہ عالم و مفتی و فقیہ اور محدّث ــــ وہ علم وسیاست وتصوف میں تھے اک یم

وہ مسندِ ارشاد پہ تھے جلوہ فروزاں ــــ وہ رہبر اسلام تھے اور شاعرِ اعظم

تھی فکر سنِ رحلتِ حضرت کی صفؔی کو ــــ ہاتف نے کہا کہہ دو کہ تھے ”شیخ معظم“

۱۹۶۰ء

حیدرآباد کے سابق مفتیٔ اعظم حضرت مولانا عبدالقدیر قادری کی رحلت

انتہائی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کی جارہی ہے کہ اعلیٰ حضرت جناب شاہ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی نے مورخہ یکم اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعہ کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو کوچ فرمایا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سابق ریاست حیدرآباد کے مفتیٔ اعظم رہ چکے تھے اور دور حاضرہ کے ایک بہت بڑے عالم وعامل تھے آپ نے اپنی جذبۂ ایمانی وروحانی تقریروں سے مذہب اسلام کی نمایاں خدمتیں انجام دی ہیں۔ اللہ پاک موصوف کو اپنی آغوش رحمت میں رکھے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ نماز جنازہ حضرت عبدالحمید سالم میاں قادری نے ادا کی جنازے کے جلوس میں ۳۰ ہزار سے زائد عقیدت مند شریک ہوئے۔

قرآن خوانی: مورخہ ۱۰/اپریل بروز اتوار بعد نماز فجر قرآن خوانی برائے ایصال ثواب حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب مرحوم (بدایونی) مسجد احاطہ گموں خاں بیکن گنج کانپور ہوگی لہٰذا حافظ صاحبان ودیگر حضرات سے التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر داخل حسنات ہوں۔

غلام غوث بدایونی 6-4-1960

احاطہ گموں خاں بیکن گنج کانپور

قرآن خوانی- حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مرحوم کی روح پاک کو ایصال ثواب کے لئے صاحبزادہ اقبال میاں صاحب کے مکان واقع پیر کالونی نمبر ۸۴۹ میں دس یوم تک روزانہ عصر تا مغرب اور ہر اتوار کو بعد ظہر برابر قرآن خوانی ہوگی۔ (کراچی)

جلسۂ تعزیت

کراچی ۲۳/اپریل۔ آج مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کا ایک جلسہ مولانا شاہ عبدالحامد

صاحب قادری بدایونی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں عاشق الرسول حضرت مولانا شاہ مفتی عبدالقدیر صاحب سجادہ نشین سلسلہ عالیہ قادریہ و سابق مفتی ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کے حادثۂ ارتحال پر قرارداد تعزیت منظور کی گئی جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا طبقۂ اہل سنت اور خاندان مجیدی کی وہ آخری یادگار تھے جن میں علمی و روحانی تمام خصوصیات موجود تھیں۔ حضرت پیر عبدالقادر گیلانی سفیر عراق و مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی نے فاتحہ پڑھی شیخ عبدالجلیل عرب اور دوسرے اکثر و بیشتر علماء شریک تھے۔

ایک چراغ تھا نہ رہا

حضرت مولانا حاجی شاہ عاشق الرسول محمد عبدالقدیر قادری بدایونی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ قادریہ بدایوں کا ۳۱/ مارچ ۱۹۶۰ء بروز پنجشنبہ بعد دوپہر وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر سے تمام شہر میں کہرام مچ گیا اور ہزاروں اشخاص خبر ملتے ہی مدرسہ قادریہ پہنچ گئے۔ کئی سال سے آپ کو بلڈ پریشر اور قلبی امراض کی شکایت تھی مگر اس عرصہ میں کبھی کبھی افاقہ بھی ہو جاتا تھا لیکن پورے طور پر تندرست نہ ہو سکے۔ عید الفطر کے چند یوم قبل سے آپ کی طبیعت بہت ناساز رہی جس سے تیماردار پریشان نظر آتے تھے۔

آپ ۱۱/شوال ۱۳۱۱ھ کو پیدا ہوئے تھے اس طرح آپ کی عمر ۶۸ سال کی ہوئی۔ آپ برادر معظم حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۲۵/محرم الحرام ۱۳۳۴ھ سے مسند خلافت پر رونق افروز تھے۔ آپ کے مریدین کا حلقہ ہند اور پاک میں بہت وسیع تھا۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی آپ کے مرید کافی موجود ہیں۔ آپ کے علم و فضل کو دیکھتے ہوئے حضور نظام والیٔ دکن کی نظر آپ پر پڑی اور مفتیٔ اعظم کے عہدۂ جلیلہ پر مقرر کیا جہاں آپ تقریباً پندرہ سال رہے اور ۱۹۵۰ء میں بدایوں واپس تشریف

لے آئے پچھلے سال آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے مولانا حافظ محمد عبدالحمید سالم میاں قادری کو اپنا جانشین بنایا اور خلافت بھی دیدی چنانچہ کئی سال سے اعراس درگاہ قادریہ کا انتظام آپ کے سپرد تھا۔

دوسرے دن بعد نماز جمعہ مدرسہ قادریہ سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اس موقع پر مضافات اور دوسرے اضلاع کے لوگ جن کو خبر مل گئی تھی بدایوں پہنچے اور جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنازہ کا جلوس جامع مسجد کے مشرقی دروازہ کے سامنے سے گذرتا ہوا نظامی پریس کی سڑک سے گذرتا ہوا درگاہ حضرت بدرالدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ میں عیدگاہ شمسی کے وسیع میدان میں لایا گیا جہاں مجمع بے قابو ہو گیا تھا جس کے لئے حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے لوگوں کو نظم و ضبط قائم رکھنے کی تلقین کی اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازے کی نماز آپ کے صاحبزادے حافظ محمد عبدالحمید سالم میاں قادری نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اندازاً ۲۵-۳۰ ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ جلوس جنازے راستے کی رہنمائی حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالہادی عرف محمد میاں صاحب قادری اور حضرت خواجہ غلام نظام الدین قادری فرما رہے تھے بلا تفریق ہندو مسلمان عمائدین شہر حکامان ضلع اور معتقدین ہمراہ تھے۔ اس تمام راستے پر میونسپل بورڈ کے ہردلعزیز جوان ہمت صدر شری شبیر حسن خاں نے صفائی اور چھڑکاؤ کا انتظام کیا تھا پولس کا بھی کافی انتظام رہا عیدگاہ شمسی میں وضو کے لئے پانی اور لوٹے بھی موجود تھے اور راستے میں عقیدت مندوں نے سبیلوں وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا تھا۔ بعد نماز یہ جلوس کچے راستے سے درگاہ قادریہ میں پہنچایا گیا جہاں آپ کو اپنے بزرگوں کے مزار کے برابر درگاہ کے اندرونی حصہ میں جگہ دی گئی۔ تقریباً ۶ ربجے لوگ فارغ ہو کر گھروں کو واپس آئے۔

آج کے دن بازار بند رہا پرائمری اسکول اور میونسپل بورڈ کی بھی تعطیل رہی، سرکاری دفاتر دو بجے سے بند کر دیئے گئے تھے۔ آپ کا سویم بروز اتوار مدرسہ قادریہ میں ہوا جہاں

قرآن خوانی کے بعد حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حضرت حافظ عبدالحمید عرف سالم میاں قادری کے دستار بندی کی رسم ادا کی گئی اور نذریں پیش ہوئیں۔ دستار بندی کی رسم حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالہادی عرف محمد میاں صاحب نے ادا کی۔ اس موقع پر علاوہ عمائدین شہر کے باہر کے حضرات بھی شرکت کے لئے آگئے تھے۔ آپ نے اپنی یادگار تین صاحبزادے حضرت مولانا عبدالہادی عرف محمد میاں، حضرت مولانا عبدالمجید عرف اقبال میاں، حضرت حافظ عبدالحمید عرف سالم میاں (سجادہ نشین) اور تین صاحبزادیاں اور ایک شریک حیات چھوڑی۔

ذوالقرنین بدایوں

(روزنامہ سیاست جدید کانپور)

مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کا انتقال پُر ملال

بدایوں، ۳۱/مارچ - آج ۴ بجے سہ پہر سابق مفتیٔ اعظم حیدرآباد دکن سجادہ نشین درگاہ قادریہ بدایوں الحاج حضرت مولانا مفتی عالم و فاضل عبدالقدیر قادری بدایونی نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصال کی خبر سنتے ہی ہند و پاکستان کے کونے کونے میں رنج و غم کی گھٹائیں چھا گئیں ہزاروں اشخاص نزدیک و دور مقامات سے اس عظیم شخصیت کے آخری دیدار کے لئے بدایوں آنا شروع ہو گئے۔ شہر کے تمام بازار رکشے تانگے وغیرہ کی مکمل ہڑتال رہی سرکاری دفاتر، اسکول، کچہری وغیرہ میں بھی تعطیل ہوگئی۔ دو بجے بعد نماز جمعہ مدرسہ عالیہ قادریہ سے جنازہ اُٹھایا گیا ہزاروں مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ شریک تھے مجمع کا یہ عالم تھا کہ کاندھے سے کاندھا ٹکرا رہا تھا بہت سے اشخاص بھیڑ میں دب جانے کی وجہ سے زخمی ہو

گئے۔ اندازہ ہے کہ جنازہ کے کئی میل لمبے جلوس میں تقریباً بیس ہزار کا مجمع تھا آخر میں عید گاہ شمسی بدایوں میں نماز جنازہ صاحب سجادہ مولانا حافظ سالم میاں صاحب نے پڑھائی اور درگاہ قادریہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

موصوف عالم باعمل زاہد و متقی ولی کامل تھے عشق رسول و عشق غوث میں گویا فنا ہو گئے تھے آپ نے کئی بار بیت اللہ مدینہ منورہ کی زیارت کی بلاد اسلامیہ کی سیاحت بھی کی اور ۳۸ سال مسلسل بغداد شریف کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ موصوف کے وصال کے بعد جو نقصان ہوا ہے وہ مدتوں تک پورا نہ ہو سکے گا اور سرزمین بدایوں تو گویا علم سے خالی ہو گئی۔

سید ایثار حسن فاطمی

مولانا عبدالقدیر بدایونی مرحوم

(روزنامہ سیاست جدید کانپور)

افسوس بدایوں کے نامور عالم اور مرشد طریقت مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کئی سال تک ریاست حیدر آباد دکن میں مفتیٔ اعظم کے اہم عہدہ پر فائز رہے تھے۔ اس سے قبل مسلمانوں کی متعدد ملی تحریکوں میں پیش پیش رہے تھے۔ انجمن خدام صوفیہ کے قیام کے سلسلہ میں علماء فرنگی محل (لکھنؤ) مولانا عبدالباری وغیرہ کے خصوصی رفیق رہے تھے پھر جب سعودی شریفی جھگڑے کے سلسلہ میں انجمن خدام الحرمین قائم ہوئی تو اس میں بھی یہ فرنگی محلی حضرات کے پورے معاون شریک رہے تھے۔ حیدر آباد کے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد بدایوں میں گوشہ گزیں ہو گئے تھے اور تادم آخر اپنے مریدوں کی روحانی تربیت میں مصروف تھے اور اسی پر حسن خاتمہ نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مراتب بلند عطا فرمائے۔

از چنبل گوڑہ ڈیوڑھی نواب دولہ خاں حیدرآباد دکن

معظم ومحترم پیرزادگان گرامی قدر دامت برکاتہم

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی وفات سے جو صدمۂ جانکاہ ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے حضرت کا پردہ فرما جانا سنت الجماعت اور ہم قادریوں کی جماعت میں ایک ایسا خلاء ہے جسے پُر نہیں کیا جاسکتا ہم گنہگاروں کی دعائے مغفرت کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے بلکہ ہم تو ہمیشہ حضرت کی دعاؤں سے فیض پاتے رہے اور انشاء اللہ اب بھی ان کی دعائیں ہمارے لئے موجب برکات رہیں گی۔ مجھ موروثی مرید نے بھی غریب خانہ پر ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن شریف اور قصیدہ بُردہ شریف کی مجلس منعقد کی جملہ عزاداران حضرت نے جو قرارداد تعزیت منظور کی اس کو عریضہ ہذا کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

احقر

محمد سیّد بشارت علی خاں

۷۸۶

۸/اپریل ۱۹۶۰ء جمعہ

آج بعد نماز عصر نواب محمد بشارت علی خاں صاحب سابق جاگیردار کی ڈیوڑھی میں الحاج حضرت مولانا شاہ محمد عبدالقدیر صاحب قادری بدایونی سابق مفتی ہائیکورٹ حکومت آصفیہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن شریف وقصیدہ بردہ شریف پڑھا گیا۔ بعد فاتحہ وتقسیم تبرک قرارداد وتعزیت منظور کی گئی اور طے کیا گیا کہ قرارداد حضرت مرحوم کے صاحبزادگان وسجادہ نشین حضرت سالم میاں صاحب کی خدمت میں روانہ کردی جائے کہ ہم تمام حاضرین جلسۂ تعزیت حضرت مولانا مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وملال کا اظہار کرتے ہیں اور اس حادثہ کو سانحۂ جانکاہ سمجھتے ہیں اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے اہل وعیال و

جملہ مریدین ومعتقدین کے ساتھ رنج وغم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز سجادہ نشین صاحب کو اپنے بزرگوں کی روایات پر قائم ودائم رکھے آمین۔

بدایوں۔۳۱/مارچ ۱۹۶۰ء

مولانا جناب عبدالقدیر صاحب سابق مفتیٔ اعظم حیدرآباد کے انتقال پُر ملال کے موقع پر بدایوں میونسپل بورڈ میں ایک تعزیتی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا کے اس جہان فانی سے کوچ کر جانے پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا گیا اور میونسپل بورڈ کے چیئر مین جناب شبیر حسن خاں کی جانب سے مولانا مرحوم کے صاحبزادے اور سجادہ نشین حافظ محمد سالم میاں صاحب کی خدمت میں ایک تعزیت نامہ بھیجا گیا جس میں مولانا کی وفات پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی گئی کہ خداوند کریم ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اوران کے عزیز واقارب کو صبر عطا فرمائے۔

نقل روزلیوشن تعزیت میونسپل بورڈ بدایوں مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۶۰ء بورڈ مولانا عبد القدیر صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ ان کے پسماندگان کو خدا صبر عطا فرمائے اور مولانا صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

اِس رزولیوشن کی ایک نقل ان کے صاحبزادے کو بھیجی جائے۔

بدایوں۔یکم اپریل ۱۹۶۰ء

سابق مفتیٔ اعظم حیدرآباد مولانا اعلیٰ حضرت جناب عبدالقدیر صاحب بدایونی کے انتقال پر ڈسٹرکٹ بارایسوسی ایشن کی جانب سے شری ایل. پی.لال ماتھر کی زیر صدارت ایک تعزیتی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں مولانا کے انتقال پر انتہائی رنج کا اظہار کیا گیا اور ایک قرار

داد پاس کی گئی جس کی کاپیاں مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادہ جناب محمد میاں صاحب اور چھوٹے صاحبزادے حافظ محمد سالم میاں صاحب کی خدمت میں بھیجی گئیں۔ قرارداد میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ج) سے درخواست کی گئی کہ اس افسوسناک موقع پر کچہری اور دفاتر ایک بجے کے بعد سے بند کردیئے جائیں تاکہ ایسوسی ایشن کے ممبر اور کلکٹریٹ و جی کے ملازمین مولانا کے جنازے میں شرکت کرسکیں۔

تعزیتی رزولیوشن مجلس انتظامیہ حافظ صدیق اسلامیہ انٹر کالج شیخو پورو بدایوں

بر وفات الحاج مولانا عبدالقدیر صاحب علیہ الرحمہ

الحاج مولانا عبدالقدیر صاحب مرحوم اس درسگاہ سے کافی دلچسپی رکھتے تھے ان کے انتقال پرملال سے نہ صرف مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا بلکہ یہ ادارہ ان کے مفید مشوروں سے محروم ہو گیا۔ ۳/اپریل ۱۹۶۰ء کو مولانا کی وفات کے سلسلے میں مجلس انتظامیہ میں ایک تعزیتی رزولیوشن پاس ہوا جس کی نقل ارسال خدمت ہے۔

''یہ جلسہ مجلس انتظامیہ حافظ صدیق اسلامیہ انٹر کالج شیخو پورو بدایوں بہ اتفاق رائے الحاج مولانا عبدالقدیر صاحب علیہ الرحمتہ کے انتقال پرملال پر اظہار افسوس اور دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور طے کرتا ہے کہ اس رزولیوشن کی نقل مرحوم کے متعلقین کو بھیج دی جائے''۔

قطعہ تاریخ وصال

(از پروفیسر مولانا ضیاء احمد صاحب علی گڑھ)

عالم دیں حضرت عبدالقدیر ذی فضائل، ذی کرم، ذی مرتبت

آہ رخصت ہو گئے شوال میں اس جہاں سے سوئے دارِ آخرت

جب چھپے ایسا مہ روح کمال کیوں نہ ہو تاریک بزمِ شش جہت

قادری مسند کو سونا دیکھ کر مضطرب ہیں اہل علم و معرفت
گر رہی کچھ دن حیاتِ مستعار یاد آئے گا وہ لطف و مرحمت
ہے دعا یا رب ہو ان کے زیب سر تاج گلہائے ریاضِ مغفرت
کر رقم تاریخ اس غم کی ضیاؔ انتقال عالمِ نیکو صفت
۱۳۷۹ھ

نذرانۂ عقیدت ازنوشاہ
۱۹۶۰ء

تعزیت صاحب معارف تواریخ وصال مولاناء محترم
۱۳۷۹ھ ۱۹۶۰ء

از کلک محمد خلیل الدین نوشہ بدایونی
۱۳۷۹ھ

حضرتِ عبد القدیر قادری ہو گئے سوئے جناں رہگیر آج
غیب سے آئی ندا تاریخ میں آ گئے نزد غلام پیر آج
۱۳۷۹ھ

سرائے دہر سے عبدالقدیر قادری اٹھکر ہوئے راحت گزیں خلد بریں کے قصر قدرت میں
گروہ عاشقان غوث اعظم میں ہیں یہ شامل کہ حاصل بود و باش انکو ہے پیران طریقت میں
رہے یہ زائر بغداد دنیا میں رہے جب تک نصیب انکو حضوری ہے یہاں بھی شہ کی خدمت میں
ملے اپنے جدو اب اوراخ سے یہ یہاں آکر گزرتی ہے بڑے آرام سے ان سب کی صحبت میں
خبر دی مصرع تاریخ میں رضواں نے اے نوشہ
اب اپنے والد و مرشد کے پاس آئے ہیں جنت میں
۱۳۷۹ھ

قصر فردوس میں عاشق شہ طیبہ کے ہیں آج
انکے ہم سایہ جو ہیں غوث دو عالم کے فقیر
مجھ سے تاریخ میں رضواں نے کہا اے نوشہ
بارگاہ شہ جیلاں کے مقرب ہیں قدیر
۹ ۷ ھ ۳ ۱

عاشق شاہ رسل کہہ کر رضینا بالقضا
کر کے آنکھیں بند آغوش اجل میں سو گئے
نکلا روئے جوش سے نوشہ معاً سال وصال
راہئ خلد بریں مولانا صاحب ہو گئے
۷۹ ھ ۱۳ = ۱۳۷۶+۳

عاشق شاہ رسل عبدالقدیر پاک را
وادریغا برد از مادست بید اد اجل
عالم دیں، مفتی شرع متیں، شیخ زماں
بود ذاتش بے مثال و بے عدیل و بے بدل
آہ نوشہ از وصالش بے سر و پا گشتہ اند
علم و فضل و شرع و ورع و فقر و ہم لطف و عمل
۱۳۷۹ھ=۳۰+۸۰۰+۲۰۰+۲۰۰+۱۰۰+۹+۴۰

بقلم نوشہ مؤرخ
۹ ۷ ھ ۳ ۱

قطعہ

عاقبت انا الیہ راجعون
موت نے ڈھائی قیامت آہ آہ
چھپ گیا ابر اجل میں چھپ گیا
آفتابِ قادریت آہ آہ
کیا کہیں تاریخ میں نوشہ ہم اور
اُٹھ گئے پیر طریقت آہ آہ
۹ ۷ ھ ۳ ۱

اللہ و غنی شوق حضوریٔ خدا کا
وہ ہنستے ہوئے جاتے ہیں ہم رو گئے تکتے
نوشہ ہے سرِ نوک زباں مصرعِ تاریخ
یہ سوئے جناں چلدیئے بغداد کے رستے
۰ ۶ ء ۹ ۱

قطعہ ثالث

تھے پیر طریقت ہادیٔ دیں مفتیٔ ملّت | بدورِ حاضرہ دیگر کسے کہ مثل اُو بینی
یہ علم و فضل میں تھے بوحنیفہ فقر میں شبلی | بڑے حامیٔ سنت ماحی بدعات و بے دینی
بیان و وعظ میں مقبولیت داد خدا گویا | حلاوت گفتگو میں اور باتوں میں تھی شیرینی
سر الہام سے تاریخ رحلت نکلی اے نوشہ | ہو کل عالم کی گویا موت موتِ عالم دینی
۹ ۷ ھ ۳ ۱

قطعہ رابعہ

وہ شاہِ عبدالقدیر قبلہ وہ مقتدر پیر کے خلیفہ
ہوئے روانہ سوئے جنت جہان فانی سے کر کے پردہ
میں فکر تاریخ نقل میں تھا کہ خود ہی حضرت نے مجھ کو نوشہ
''ہم اپنے مرشد کے زیر سایہ مکیں جناں ہی میں ہیں'' بتایا
۷۹ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ مجلس سویم

عاشق شاہ رُسل عبد قدیر | پردہ فرما گئے ایوا صدوا
چھپ گیا ابر اجل میں مہ دیں | نیر اوج طریقت ڈوبا
اُن کے پھولوں کی یہاں بزم ہے آج | جمع محفل میں ہیں سب اہل ولا
مدرسہ میں ہے وہ خلقت کا ہجوم | نہیں باقی کہیں تل رکھنے کو جا
موت عالم کی ہے موتِ عالم | ہے پرانا یہ مقولہ سچّا
ہم نے ازروئے بکا نوشہ سال | قادری شیخ کا سوئم ہے کہا
۹ ۷ ھ ۳ ۱

قطعہ تاریخ خلافت

پانچ پشتوں سے ہیں جس منصب پر فائز آج تک
آپ کے اسلاف وہ کالشّمس ہے سب پر عیاں

آج اپنے شیخ و والد سے وہ منصب باطنی
آپ کو ملتا ہے صاحبزادۂ والا مکاں

کیوں نہ پھر تاریخ بھی نوشہ سنائے فی البدیہہ
قادری سجّادہ کے وارث ہوئے سالم میاں
۸ ۷ ھ ۳ ۱

قطعہ سابع مسند نشینی

جوانی میں پیری کی دولت ملی ہے
مبارک مبارک سلامت سلامت

ہوئے شیخ والد کی مسند پہ قائم
ملی غوث اعظم سے انمول نعمت

ادا رسم مسند نشینی بھی ہو گی
اسی بزم سوئم میں باشان و شوکت

رہے نام اسلاف کا ان سے روشن
یہ سجادہ قائم رہے تا قیامت

یہ تاریخ میں مجھ سے ہاتف نے نوشہ
کہا آئی سالم میاں کو خلافت
۹ ۷ ھ ۳ ۱

۷۸۶
۹۲

از جناب سلمان احمد صاحب ہلالی وکیل بدایوں

اِنَّ حَسَنَ القولِ "علماء اُمتی کا نبیاء بنی اسرائیل"
۹ ۷ ھ ۳ ۱

انقلابِ چمنستانِ جہاں، کیا کہیے
نخلِ گل میں نظر آئی ہے خزاں کیا کہیے

حالِ درماندگیِ دورِ زماں کیا کہیے
دل یہ کہتا ہے "عیاں راچہ بیاں" کیا کہیے

رنگ و بو سے نہ ہو کیوں گلشنِ مضموں خالی
ہو گیا فخر بدایوں سے بدایوں خالی

سوئے فردوس گئے عبد قدیر ذی جاہ ۔۔۔ ہے زبانوں پہ مسلمانوں کی اِنّا لِلّٰلہ
نائبِ سرورِ دیں تھے وہ حقیقت آگاہ ۔۔۔ وہ بتاتے تھے زمانے کو شریعت کی راہ

اُن کو آسودگیٔ قلب مسلماں کہیے
قبلۂ اہل ولا، کعبۂ ایماں کہیے

منزلت ان کی تھی آفاق میں عزت ان کی ۔۔۔ اوج ان کا تھا، عروج انکا تھا رفعت اُنکی
تھا وقار اُن کا شرف اُنکا، فضیلت اُن کی ۔۔۔ مرتبہ اُنکا تھا شان ان کی تھی شوکت اُنکی

اوج و اقبال کی کرسیٔ خدا داد پہ تھے
مسند علم پہ تھے، مسندِ ارشاد پہ تھے

ہر زمانے میں رہی علم وعمل کی اُنھیں کد ۔۔۔ علما لیتے تھے خود آپ سے افتاء کی سند
پائی تھی سلسلۂ قادریہ کی مسند ۔۔۔ یہ دعا ہے کہ فیوض اُن کے رہیں تا بہ ابد

خوش ہوں اللہ و نبی جس سے وہ تھا کام اُن کا
شغل تھا شام و سحر خدمتِ اسلام اُن کا

چاہتے تھے کہ رہے علم برائے مرضات ۔۔۔ کہتے تھے علم پئے علم بھی ہے دوسری بات
فرض انساں کا سمجھتے تھے وہ علمی خدمات ۔۔۔ درس وتدریس میں ہیں انکے فیوض و برکات

برکت ان کی تھی اور مدرسۂ قادریہ
تربیت اُن کی تھی اور مدرسۂ قادریہ

درسِ تفسیر پہ پاکیزہ طبیعت مائل ۔۔۔ وہ محدّث کہ حدیث نبوی میں کامل
منطقی و ادب آموز و حکیم و عاقل ۔۔۔ مفتیٔ اعظم و علاّمہ فقیہ و فاضل

فلک علم پہ معراج کمال اُن کی ہے
خبر پاک میں بے مثل مثال اُن کی ہے

روشِ معرفتِ حق میں نہیں راہ کا ڈر ۔۔۔ دور ہے راہِ ولایت سے گذرگاہ کا ڈر
قدمِ صدق میں بدبیں کا نہ بدخواہ کا ڈر ۔۔۔ وہ بھلا کس سے ڈریں ہو جنھیں اللہ کا ڈر

عیش و آرام میں کیسے نہ کہیں ہم اُن کو
ان کے اوپر نہ کوئی خوف نہ ہے غم اُن کو

شغل تھا اُن کی طبیعت کا نگہداریٔ قوم
اُن کی امداد سے آساں ہوئی دشواریٔ قوم
انکی سیرت تھی کہ اک درسِ خوش اطواریٔ قوم
خدمتِ قوم ہی دراصل ہے سرداریٔ قوم

اہلِ سنّت کی حمایت میں یگانہ ٹھہرے
اس جماعت میں وہ یکتائے زمانہ ٹھہرے

ہے سنِ عیسوی اُنیس سو انتیس کی بات
دل میں لوگوں کے تھے آزادی کے پیہم جذبات
تھا خلافت کا تخیل بفضائے حالات
انکی کوشش تھی کہ مسلم رہے پابندِ صلوٰت

قول ہے اُن کا جو منظور ہو غازی بننا
چاہیے پہلے مسلماں کو نمازی بننا

ہے نماز اہلِ یقیں کے لئے بیشک معراج
ظلم بے حد ہے مساجد کی خرابی کا رواج
آ گیا یاد مجھے حال شہید گنج آج
جو کسی شرحِ تعارف کا نہیں ہے محتاج

چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی توقیر رہے
مسجد بلدۂ مذکور کی تعمیر رہے

ان سے تھی انجمن آرائی و شانِ تبلیغ
تھے وہ بے مثل مکیں بہر مکانِ تبلیغ
دعوتِ خیر کی تھے روح، تو جانِ تبلیغ
یاد کرتے ہیں انھیں کارکنانِ تبلیغ

رہبر راہ روِ جادۂ دینی تھے وہ
اپنی تبلیغ جماعت کے مربی تھے وہ

تھی جہاں بینی بھی انداز جہاں بانی بھی
تھی طبیعت میں تواضع کی فراوانی بھی
خاکساری بھی تھی اور سطوت سلطانی بھی
حیدری فقر بھی تھا، دولتِ عثمانی بھی

عجز کی شکل میں تھی ذرّہ نوازی اُن کی
شانِ محمود میں تھی شان ایازی اُن کی

تھے وہ اِک عاشق وشیدائے رسولِ یزداں پایا اچھوں کے وسیلہ سے درِ غوثِ زماں
قلب تھا جلوہ گہِ اُلفت شاہِ جیلاں قادریت کے چمن کے تھے وہ روحِ ریحاں

غوث کے نام پہ جب دیکھو فدا ہوتے ہیں
ایسے ہی لوگ تو مقبول خدا ہوتے ہیں

روبروخلق کے تھی خلق کے جذبات میں بات اُنکی محفل سے ملا کرتی تھی سوغات میں بات
اُنکے اذکار سے اونچی ہوئی درجات میں بات نکتہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ تھی بات میں بات

ان کی تقریر میں شیرینی و آسانی تھی
نرم لہجہ تھا، محبت کی فراوانی تھی

بزم احباب میں اکثر متکلم بھی رہے متبسم بھی رہے اور متبسّم بھی رہے
مخلص ومحترم و صدر مکرم بھی رہے حیدرآباد میں وہ مفتیٔ اعظم بھی رہے

کبھی باطل کے لئے سر نہ ہوا خم اُن کا
ارض حق گوئی پہ لہراتا ہے پرچم اُن کا

بس کہ تھا حوصلۂ عاشقِ بغداد بلند خوف کیا عزم کو، ہو کوئی مزاحم ہر چند
کیا کوئی طاقتِ دُنیا اُنھیں پہنچاتی گزند کہاں طلبیدۂ سرکار کہاں قید و بند

راز اس قسم کا ہر واقعہ میں پنہاں ہے
ٹوٹنا پختہ ارادوں کا، یہی عرفاں ہے

تھے سرِ ارضِ حجاز ایک زمانہ میں جہاں چند ہی گام تھا اُس جا سے مزارِ عثماں
قبّۂ حضرت عثماں پہ گئے بعد ازاں پہلے تھے بہر بلالِ حبشی فاتحہ خواں

قلب میں الفتِ عشاق نبی رکھتے تھے
جذبۂ حبّ بلالِ حبشی رکھتے تھے

رہا مفتیٔ فلسطیں سے خلوص جاری لگتیں تھیں حسرتِ آزاد کی باتیں پیاری
میاں مصباح سے تھی دوستی اُن کی بھاری رازداں اُنکے رہے حضرتِ عبد الباری

اک سمندر ہے اِسے کوزہ میں لاؤں کیونکر
ان کے احباب کے سب نام گناؤں کیونکر

وضعِ سادہ کا اصول اُن کو بہت بھاتا تھا — پیرہن گاڑھے کا بے شبہ پسند آتا تھا
جاتے تھے اسکے یہاں جو اُنھیں بلواتا تھا — عذر لنگ کہتے جو مشکل سے چلا جاتا تھا

کیا ہمیں یاد یہ الفاظِ گہر بار نہیں
میں ہوں بیمار، ارادہ مرا بیمار نہیں

گو مرخص تھے مگر پھر بھی ہوئے وہ صائم — مدعا یہ تھا کہ پابندئ دیں ہو قائم
رہتی تھی پیشِ نظر شانِ شریعت دائم — سچ تو یہ ہے کہ وہ بیدار ہیں ہم ہیں نائم

آج فردوس میں وہ خدمتِ سرکار میں ہیں
یعنی شاہنشہٗ بغداد کے دربار میں ہیں

عصر کا وقت تھا اور تیسری ماہ شوّال — روح کا قدسیوں میں جبکہ ہوا استقبال
شوقِ بغداد میں تھا عزمِ سفر قبلِ وصال — حاضریِ درجیلاں ہوئی رحلت فی الحال

میوے جنّت کے جوان کے لئے حوریں لائیں
سمجھے، بغداد کے باغوں کی کھجوریں لائیں

حال رحلت کا ہوا لوگوں کو معلوم شتاب — آئینۂ غم کا بنے سارے مرید اور احباب
شوق میں آخری دیدار کے تھے سب بیتاب — ہو گئے بند دفاتر پئے اعزازِ جناب

کلمہ پڑھنے میں مشغول زبانیں کر دیں
شہر کے تاجروں نے بند دُکانیں کر دیں

ساتھ تھا اُنکے جنازہ کے ہزاروں کا ہجوم — اُن کی رحلت پہ ہوا سارا زمانہ مغموم
اُن کو حاصل ہوئی وہ قربتِ حیّ و قیّوم — جس کی ہے اہلِ بصیرت کو حقیقت معلوم

واہ کیا شان حیاتِ ابدی پائی ہے
چین سے پہلوئے سرکار میں نیند آئی ہے

یہ دُعا ہے کہ اُن اوصاف کے دلدادہ رہیں — اُن کی تعلیم کی تعمیل پہ آمادہ رہیں
قادری جادہ و عشاقِ سرِ جادہ رہیں — اُن کا سجّادہ رہے صاحبِ سجّادہ رہیں

بس کہ تاریخ کو دہرانے کی تمہید ہے یہ
مرثیہ کیوں کہوں، اک تہنیتِ عید ہے یہ

☆☆☆

از حکیم مظفرالدین خاں صاحب — حیدرآباددکن

''حضرت علامہ صاحب وقار'' — ''اور وہ خلد مولوی محمد عبد القدیر''
۱۹ ء ۶۰ — ۱۳ ھ ۷ ۹

''مفتی ہند فوت شد'' — ''مرشد برحق مولوی عبد القدیر''
۱۳ ھ ۷ ۹ — ۱۳ ھ ۷ ۹

''باباغ ارم مولوی عبد القدیر'' آمد — ''مفتی ہند باتقوہ خلد آے''
۱۹ ء ۶۰ — ۱۳ ھ ۷ ۹

قطعہ

مفتی دیں رہنمائے گمراہاں — یعنی تھے عبد قدیر القادری
نیک طینت نیک سیرت پارسا — شیخ عثمانی تھے اور ابنِ ولی
وہ تو جنّت کو سدھارے بالیقیں — ایک ہم کو دے گئے یک بے کلی
انا للہ پڑھ کے ہم خاموش ہیں — دور کر دے اے خدا یہ بے کلی
سن ہزار وسی صد ہفتاد ونہ — چل دیا دنیا سے وہ حق کا ولی

☆

تواریخ وصال زبدہ زہاد

۷۹ ھ ۱۳

شیدائے چشم دلبرِ پیران پیر ولی جید مولانا عاشقِ رسول عبدالقدیر

۷ ۹ ھ ۱ ۳ ۹ ۷ ھ ۳ ۱

ازجناب یعقوب حسین ضیاءالقادری صاحب

وہ مولانا عبدالقدیر گرامی جو تھے آفتابِ شرف زیر گردوں

رسولِ مکرم کے مشہور عاشق تھے لاریب محبوب خلاّق بے چوں

تھے دورِ رواں کے وہ شیخ المشائخ تھے وہ مخزنِ علم کے دُرِّ مکنوں

تھے وہ قادری آستانہ کی رونق تھے وہ قطب دوراں تھے ابدالِ موزوں

ہوئے واصلِ ذاتِ حق وادریغا زمیں میں ہوا قادری چاند مدفوں

سنِ رحلت اس آفتابِ شرف کی

ضیاء لکھ چراغِ مبین بدایوں

۹ ۷ ھ ۳ ۱

دیگر

خدا دوست عبد القدیرِ مکرم محبّ نبی عاشقِ غوثِ اعظم

محدّث مفسّر محقق مدبّر فقیہ زماں مفتی بزم عالم

وہ فرزند شیخ زماں عبد قادر وہ دلبندِ فضلِ رسول معظم

وہ سجادۂ بارگاہِ مجیدی وہ لختِ دلِ مقتدر قطبِ اکرم

ضیا مرشدِ پاک کی سال رحلت بلا شبہ ہے پیشوائے معظم

۷۹ ھ ۱۳

ضیاؔ کہیے برجستہ تاریخ دیگر

سنِ عیسوی میں ہے شیخ معظم

۶۰ ء ۱۹

دیگر

عاشقِ غوثِ زماں عبدِ قدیر قطب دیں فاضل و عالم عارف

ہو گئے راہیٔ فردوس بریں تذکرے کرتے ہیں باہم عارف

قادریوں میں بپا ہے کہرام ہیں زخود مائل ماتم عارف

اے ضیاؔ آپ کی تاریخ وصال

صاف لکھ زاہد اعظم عارف

۱۳ ھ ۷۹

دیگر

شہ عبد القدیر مولانا عاشقِ صادقِ رسول کریم

انا للہ روزِ عید کے بعد ہو گئے عازم ریاض نعیم

آپ تھے نور عین ذوالنورین تھے اکابر کی یادگار قدیم

عاشقِ مصطفےٰ کا سال وصال

ہے ضیاؔ نائب رسول عظیم

۱۳ ھ ۷۹

منقبت شریف

صورتِ غوثِ معظم صورتِ عبد القدیر اہلِ حق شیدائے حسنِ سیرتِ عبدالقدیر

عبد قادر قدردانِ قدرتِ عبد القدیر اے تعالیٰ اللہ قدر و قیمتِ عبد القدیر

خلقِ سلطانِ رسالت سیرتِ عبدالقدیر مہر عالمتابِ عرفاں طلعتِ عبدالقدیر

جھالے برسا کر سنہری بدلیاں چھائیں اُدھر اُٹھ گئی جس سمت چشمِ رحمتِ عبدالقدیر

چار یار و پنجتن کے باغ کی باغ و بہار نو بہار باغ جنت جنتِ عبدالقدیر

کربلا مکہ مدینہ کاظمین و اعظمین | از نجف تا بیت اقصیٰ شہرتِ عبدالقدیر
مسلک اصحاب و اہل بیت کی تبلیغ عام | تاحدِ عالم پیامِ دعوتِ عبدالقدیر
سات سو سالہ علوم و فضل کے آئینہ دار | جامع قراں سے محکم نسبتِ عبدالقدیر
نقشبندی سہروردی قادری چشتی شرف | جلوہ گر زیر ردائے رحمتِ عبدالقدیر
فیضیاب صحبتِ محبوب سبحاں ہیں وہ لوگ | ہے میسر جن کو فیض صحبتِ عبدالقدیر
مست صہبائے نجف ہے مست ساقی کی نظر | میر میخانہ ہے پیر حضرتِ عبدالقدیر
ہے ید اللہ فوق ایدیہم تک اسکی دسترس | جسکے ہاتھ آجائے دستِ بیعتِ عبدالقدیر
قادرِ قدرت نما کی ہے کرامت کا ظہور | روز افزوں ہے کمال قدرتِ عبدالقدیر
حضرتِ عثمان کی شرم و حیا یاد آگئی | دیکھ کر شانِ حیاء و غیرتِ عبدالقدیر
ہر نفس پیش نظر تکمیل ذوقِ معرفت | اقتدار قادریت غایتِ عبدالقدیر
سرفرازی میں بھی شانِ خاکساری تھی نہاں | سر بسجدہ تھی کلاہِ رفعتِ عبدالقدیر

منقبت خوانی اسی گھر کی ہمارا کام ہے
ہے ضیاؔ ایماں ہمارا مدحتِ عبد القدیر
۱۳ ھ ۷۹

(از جناب محمد صالح صاحب شاؔد قادری)

(۱)

کیا زمانے سے کوئی پیر مغاں اُٹھتا ہے
محفلِ دہر میں یہ شور کہاں اُٹھتا ہے
آج کیا دل پہ مرے برق ستم ٹوٹ پڑی
سانس لیتا ہوں تو سینے سے دھواں اُٹھتا ہے

(۲)

اُٹھ گئے سارے حجاباتِ جہاں بعدِ وصال
رَہ کے پابند شریعت کوئی آزاد بھی ہے
اب پلائے وہ ہمیں بادۂ عرفاں پی کر
جو کہ ساقی بھی ہے مستِ مئے بغداد بھی ہے

(از جناب احمد حسین قادری)

جتنا بھی غم ہو کم ہے ہمیں اپنے پیر کا
جلوہ نہاں ہے حضرتِ عبدالقدیر کا
تھا نور اُن کے رخ میں سراجِ منیر کا
پھر نور وہ مرقع تھے پیران پیر کا
بے حد تھا مجھ پہ پیار مرے دستگیر کا
اور ان پہ لطف خاص تھا پیران پیر کا
بے کیف زندگی ہے ہم اب جی کے کیا کریں
جب سر سے سایہ اُٹھ گیا عبدالقدیر کا
تھے عاشقِ رسول وہ شیدائے غوث پاک
بے انتہا تھا عشق جناب امیر کا
سنتے تھے دل لگا کے ہر اک ملتجی کی بات
یکساں خیال اُن کو غریب و امیر کا
احمد کہاں سے لاؤں میں صورت کو پیر کی
ثانی کہاں ہے حضرتِ عبدالقدیر کا

قطعہ تاریخ وصال حضرت مولانا شاہ مولوی عبدالقدیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ بموقعہ سجادہ نشینی

سجادہ شریف پر سالم ہیں جانشیں
مسند نشین خلد ہے ابنِ فقیر آج
تاریخ کی جو فکر ہے واجد تجھے کوئی
لکھ دے وصال حضرتِ عبدالقدیر آج

۱۹ ء ۶۰

دیگر

آج ماتم کدہ بدایوں ہے | شہر والوں کو صدمہ ہے جاں کاہ
سال رحلت رقم کرو واجد | قاضیِ شہر اوٹھ گیا صد آہ

۶۰ | ء | ۱۹

دیگر

مفتی و صدر شریعت نامور | عالم و فاضل فقیہ بے نظیر
صاحب سجادہ گاہِ قادری | عاشق و جاندادۂ پیران پیر
برلب دل آمدہ سال فنا | کرد رحلت مولوی عبدالقدیر

ھ + ۱۳۷۵ = ۱۳۷۹ء

مہیمن الدین واجد صدیقی بدایوں

(جناب قمرالدین صاحب فرشوری)

کیا کارِ عظیم آج سر انجام کیا ہے
دُنیاء مراعات میں ایک نام کیا ہے
سالم کو کیا صدر کہ ہے حافظ قراں
اقبال و محمد نے بڑا کام کیا ہے

(از قاضی منظور صاحب)

بدایوں کے مولانا عبد القدیر
جو تھے دل سے شیدائے پیران پیر
بھلا اُن کے اوصاف کیا ہوں بیاں
حدیث و فقہ میں تھے وہ بے نظیر

پدر سالم، اقبال ہادی کے تھے
ہیں لاکھوں مرید ان کے بر نا و پیر
ہوئی فکر تاریخ دل میں مرے
کہا - چل دیئے قاضی عبد القدیر

۱ ۳ ھ ۷ ۹

مولانا سیّدنا شاہ حضرت القادری الجیلانی البغدادی دامت برکاتہم (دربار قادریہ کلکتہ)

حضرتِ عبد القدیر با صفا — کہیے جن کو رہنمائے راہ دیں
پیشوائے اہل سنّت آپ تھے — اور تھے وہ ہادیٔ دنیا و دیں
آپ کے غم درد جدائی کا نہیں — ہو گئے واصل بحق وہ شاہ دیں
تھے محبّ اہل بیتِ مصطفےٰ — اور فدائے غوثِ اعظم بالیقیں
آسمانِ علم کے مہر منیر — مفتیٔ اعظم تھے وہ جنت نشیں
پی کے کاسات الوصال کی وہ مئے — خلد میں جا کر ہوئے مسکن گزیں
فکر جب تاریخ کی حضرت ہوئی — آئی یہ آواز کانوں میں وہیں

بے تامل لکھیے از روئے درود
رہبر دیں ہو گئے جنّت نشیں
۱۳۷۵ + ۴ = ۱۳ھ۷۹

ڈاکٹر شیخ محمد علیم الدین قادری القدیری تسکینؔ کلکتہ

تیسری شوال پنجشنبہ کے دن — ہو گئی تاریک دنیا حسرتا
فکر تھی تاریخ کی بے حد مجھے — اور درد و غم سے میں بے چین تھا

از سرِ بامِ فلک آئی ندا لکھ دو آہ خورشید انور چھپ گیا
۲ ۲+۱۳۷۷

کس طرح تسکینؔ کو تسکین ہو
قادری کے سر سے سایہ اٹھ گیا

شجرۂ طیبہ

رسول اللہ پر شانِ رسالت ناز کرتی ہے بروئے فاتح خیبر شجاعت ناز کرتی ہے
شہید دشت غربت پر شہادت ناز کرتی ہے شہ زینِ عبادت پر عبادت ناز کرتی ہے
امام باقر دیں پر امامت ناز کرتی ہے
بروئے جعفر صادق صداقت ناز کرتی ہے
امامِ کاظم و موسیٰ رضاؔ و خواجۂ کرخی حضورِ سرّی سقطی جنید و حضرت شبلی
جنابِ عبدِ واحد بوالفرح اور بوالحسن پر بھی حضور بو سعیدِ پاک پیرِ شاہِ جیلانی
حضور غوث اعظم پر ولایت ناز کرتی ہے
ولایت اور ولایت کی امارت ناز کرتی ہے
شہ رزاق و بو صالح ابو نصر و علی موسیٰ حسن احمد بہا الدین و ابراہیم کا صدقہ
بھکاری کی عطائیں ہیں ضیاء الدین ہیں مولا جمال اولیا کا فضل ہے صدقہ محمد کا
انہیں اہل طریقت پر طریقت ناز کرتی ہے
خدا والے ہیں ان پر اس کی قدرت ناز کرتی ہے
جناب سیّدِ احمد جناب شاہ فضل اللہ ابو البرکات اور آلِ محمد اور شہہ حمزہ
حضورِ آل احمد نائب غوث الورا واللہ ولی و عالمِ ذی جاہ اور فرد خدا آگاہ

حضور اچھے صاحب پر فضیلت ناز کرتی ہے
اسی غوثِ زماں پر شان قدرت ناز کرتی ہے

جناب شاہ عین الحق شہ عبد المجید پاک ملا ہے انکو وہ رتبہ کہ قاصر ہے یہاں ادراک
نہیں انکے گداؤں کے لئے کوئی خطر کچھ باک کرونگا انکی مدحت کیا کہ آتا ہے مجھے کیا خاک

اِسی ذاتِ مقدس پر محبت ناز کرتی ہے
حضور شیخ سے تھی جو وہ نسبت ناز کرتی ہے

حضور غوث اعظم نے بڑھائی جنکی یہ عزت دکھا کر روئے زیبا کر دیا مست مئے اُلفت
یہی تھے حامئی سنّت یہی تھے ماحئ بدعت اشاروں سے شفا دیتے تھے انکو ایسی تھی قدرت

یہ ہیں وہ مست جن پر عقل وحکمت ناز کرتی ہے
شہ فضل رسول اللہ پہ ملّت ناز کرتی ہے

حضور مظہر حق وہ فقیر شاہ جیلانی فنافی الغوثیت کی شان میں بیشک تھے لاثانی
محافظ حق کے اور باطل کے تھے وہ دشمنِ جانی تھے اپنے دور میں بیشک امام الہند روحانی

امام اہلِ سنت پر جماعت ناز کرتی ہے
فقیر قادری پر قادریت ناز کرتی ہے

شریعت ہو تو ایسی ہو طریقت ہو تو ایسی ہو ریاضت ہو تو ایسی ہو اطاعت ہو تو ایسی ہو
شرابِ وصل جانِ جاں کی لذت ہو تو ایسی ہو کیا سجدہ تو جاں دیدی عبادت ہو تو ایسی ہو

غلامِ پیر پر سچ ہے عبادت ناز کرتی ہے
شریعت ناز کرتی ہے طریقت ناز کرتی ہے

مدد پر غوث اعظم جن کی ہیں ہر بحر اور بر میں مچی ہے دھوم جنکے علم وعرفاں کی جہاں بھر میں
سمجھتے ہیں جنھیں بیشک کہ ہیں خاصانِ داور میں جھلکتی ہے مئے عشق ومحبت جن کے ساغر میں

ہمارے پیر و مرشد پر سخاوت ناز کرتی ہے
انھیں پر دین و دنیا کی سعادت ناز کرتی ہے

یہی تو دورِ حاضر میں امام اہلِ سنت ہیں — محدث ہیں فقیہ و عالمِ ذی شان وشوکت ہیں
محبّ غوث اعظم عاشقِ شاہ رسالت ہیں — بلاشک وگماں اس دور میں شاہِ ولایت ہیں

اسی پر نور ہستی پر شریعت ناز کرتی ہے
طریقت ناز کرتی ہے محبت ناز کرتی ہے

الٰہی واسطہ ان سب بزرگانِ طریقت کا — بروز حشر کرنا مستحق مجھ کو شفاعت کا
گذر آساں ہو پل پر جب ہو ہنگامہ قیامت کا — ادھر بھی رحمت عالم اشارہ چشم رحمت کا

شفیع روزِ محشر پر شفاعت ناز کرتی ہے
حضور رحمتِ عالم پہ رحمت ناز کرتی ہے

رحیم قادری جو اک گدائے باب عالی ہے — حضور مقتدر کے در کا جو ادنیٰ سوالی ہے
اسی در سے رہِ بغداد طیبہ اس نے پالی ہے — قدیری میکدے کا ایک رندِ لااُبالی ہے

بحمد اللہ اس پر اس کی قسمت ناز کرتی ہے
اسی در کی غلامی کی بدولت ناز کرتی ہے

محمد عبدالرحیم قادری، خادم مدرسہ قادریہ

حضرت صاحبزادگان محترم السلام علیکم! ابھی ابھی اخبار جنگ کے ذریعہ حادثہ فاجعہ کی خبر ملی، آہ ہم خدام تو حضرتِ اقدس کی کراچی تشریف آوری کے منتظر تھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ حضور ہم خدام سے خفا ہو کر خاندان کی سرپرستی سے دست کش ہو کر بدایوں کی عظمت، سجادہ کی زینت ختم فرما کر اس قدر جلد واصل بحق ہو جائیں گے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور جانشین حضرت اقدس کے وجود و عمل سے خانوادہ و مسند عالیہ کی روحانیت و عظمت کو برقرار رکھے اور فزوں تر کرے۔

گو جسماً دور ہوں مگر قلباً و روحاً ہر لمحہ آپ سب کا شریک غم ہوں۔

خادم

محمد عبدالواحد عثمانی بدایونی[1]

549 پیر الٰہی بخش کالونی کراچی

برادر عزیز سلام و رحمت۔ حضرت قبلہ کے وصال نے مجھے ایک مستقل خلش اور احساس نامرادی سے دوچار کر دیا ہے جس کی تشریح و تعبیر الفاظ و عبارت میں ممکن نہیں۔ میں ایک عرصہ سے ان کی خدمت میں حاضری کی تحریک اپنے دل میں پاتا تھا کئی بار تیاری کی لیکن وقت پر کوئی نہ کوئی حادثہ رونما ہو کر مانع ہوا۔

ما کل ما یتمنی المرء یدرکه – تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

ایزد پاک مولانا سالم میاں سلمہٗ کو ان ظاہری و باطنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق ارزانی کرے جو ان کی جانب منتقل ہوئی ہیں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و معرفت کا ادنیٰ سا بھی ادراک جس کو ہے وہ جانتا ہے کہ ان کی خلافت کا مقام کیا ہے۔ اس بار عظیم کا تحمل ان کے فیض روحانی سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

سب کو حسب مراتب سلام دعاء۔ اماں دعا کہتی ہیں۔ آپ کا معین قادری

(مولانا سید معین الدین احمد القادری الجیلانی)

---

[1] عزیزی واحد میاں سلمہٗ حضرت اقدس کے سب سے متقدم مریدوں میں ہیں۔ اللھم بارک لھم

قطعہ

سن کے یہ اشہؔر صاحب سے خبر
مولوی الحاج شہ عبد القدیر

ہو گئے راہی سوئے خلدِ بریں
تھا جلوسِ غم میں اک جمِّ غفیر

اپنی محرومی پہ رونا آ گیا
دل، جگر میں چبھ گیا اک غم کا تیر

ہائے اشہؔر! بدنصیبی ہے تری
اب نہ دیکھے گا کبھی تو شکلِ پیر

(اشہؔر پیلی بھیتی)

از جناب محمد سلطان حسن صاحب اؔبر قادری بدایونی

یا الٰہی حشر میں ان کی عطا کا ساتھ ہو
حضرتِ عبدالقدیرِ پیشوا کا ساتھ ہو

قادریوں کے علمبردار ہوں عبدالقدیر
شیخ عبدالقادر قدرت نما کا ساتھ ہو

اِن کے سر پر ہو الٰہی قطب ربانی کا ہاتھ
حضرتِ مولیٰ علی مشکل کشا کا ساتھ ہو

سالِ رحلت ہے دعائے حضرتِ احمد رضا
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

۱۳۷۹ ھ

یا الٰہی یہ دعا اؔبر حزیں کی ہو قبول
حشر میں عبدالقدیرِ با صفا کا ساتھ ہو

☆☆☆